معاشرتی علوم

تیسری جماعت کے لیے

FOR ENGLISH MEDIUM SCHOOLS ALSO

شیخ برکت علی اینڈ سنز، اردو بازار، لاہور
برائے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ط

مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ

بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ع (یوسف: ۱۱۱)

ترجمہ

بے شک اُن کے واقعات میں اہلِ عقل کے لیے عبرت ہے۔ یہ کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ یہ سچا کرنے والی ہے اس چیز کو جو اس کے آگے ہے اور یہ ہر چیز کی تفصیل اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

مُعاشرتی علُوم

تیسری جماعت کے لیے

امانت دیانت
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور

ناشران

شیخ برکت علی اینڈ سنز، اُردُو بازار۔ لاہور 2

برائے

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ۔ لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن نمبر	تعداد اشاعت
اپریل 1973	دو	20,000

تیارکردہ پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور و
منظورشدہ محکمہ تعلیم پنجاب ، لاہور
بطور سول ٹیکسٹ بُک برائے مدارس پنجاب ،
بمُوجب سرکلر نمبر C. D / EDU /1-54/65
مؤرخہ یکم مارچ 1967 ء

مؤلّفِین:

مِرزا مسعُود بیگ
نزہت منصُور
ایجوکیشن ایکسٹینشن سنٹر، لاہور

ناشر: ـــــــ شیخ برکت علی

مطبع :- المکتبہ پریس ۵۰ شارع فاطمہ جناح لاہور
طابع عبدالمجید قریشی

باہتمام: ـــــــ محمّد علی مظفّر

فہرست مضامین

نمبر شمار — مضمون — صفحہ

فہرست تصاویر و نقشہ جات

معلُومات

آسمان پر سُورج کا راشتہ
سُورج، چانْد، زمین اور ستارے
پہاڑ، دریا، میدان، صحراوغیرہ
موسم اور آب و ہوا

آسمان پر سُورج کا راستہ

سلمان ایک ذہین اور ہوشیار بچّہ ہے۔ وہ اپنے اِرد گرد کی چیزوں کو غور سے دیکھتا ہے اور ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے بات بات میں سوال کرنے کی عادت ہے۔ اُس کے والد اس عادت سے خُوش ہوتے ہیں اور سلمان کے ہر سوال کا جواب دیتے ہیں۔

ایک دن سلمان نے پُوچھا "ابّا جان ! میرے کمرے میں صُبح سویرے ہی دُھوپ آ جاتی ہے لیکن آپ کے کمرے میں بہت دیر تک دُھوپ نہیں آتی۔ اس کی کیا وجہ ہے"؟ ابّاجان نے کہا "بیٹا تمہارے کمرے میں مشرق کی جانب کھِڑکی ہے جس میں صُبح سویرے ہی سُورج کی
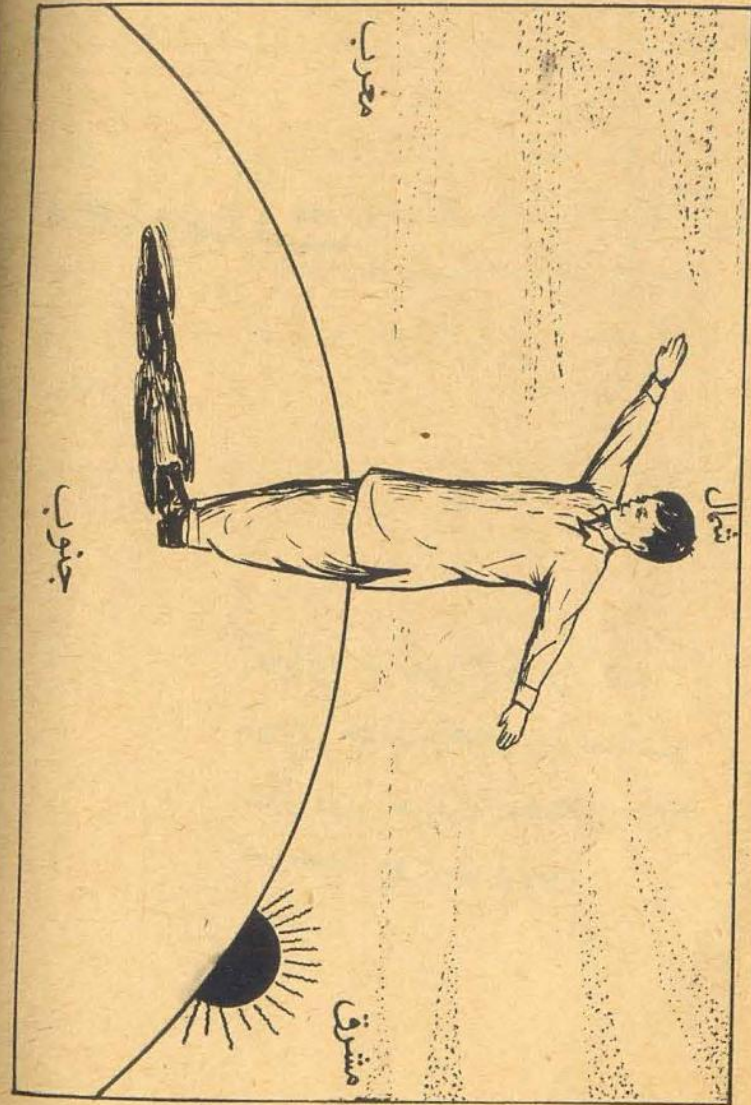
کرنیں اندر آنے لگتی ہیں اور کمرے میں دُھوپ
آجاتی ہے۔ پھر تُم نے دیکھا ہوگا کہ کُچھ دیر بعد
دُھوپ چلی جاتی ہے۔ یہ کیوں؟ اس کی وجہ
یہ ہے کہ سُورج آہستہ آہستہ اُونچا ہوتا
جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی دُھوپ بھی اپنی
جگہ بدل لیتی ہے۔"

سلمان کے ابّا نے ایک نقشہ بناکر اُسے آسمان
پر سُورج کا راستہ دکھایا اور بتایا کہ جس
طرف سے صُبح سویرے سُورج نِکلتا ہے، اُسے
مشرق کہتے ہیں اور جِس سمت میں یہ شام
کو غُروب ہوتا ہے اور ہمیں گہری سُرخی نظر
آتی ہے، اُسے مغرب کہتے ہیں۔ نماز میں
ہم مغرب کی طرف مُنّہ کرکے کھڑے ہوتے ہیں، اس
لیے، کہ خانہ کعبہ جس کی طرف ساری دُنیا کے
مسلمان مُنّہ کرکے نماز پڑھتے ہیں، پاکستان سے

مغرب کی طرف ہے۔ اگر ہم مغرب کی طرف
مُنّہ کرکے کھڑے ہوں تو ہمارے داہنے ہاتھ
کی سمت کو شمال ہوگا اور بائیں ہاتھ کی
سمت جنُوب۔ اب ان کو اس شکل میں دیکھو۔
اس میں سمت دکھانے کے لیے دو خط ایک
دُوسرے کو کاٹتے ہُوئے دکھائے گئے ہیں۔ اب تُم اس
شکل میں چاروں سمتوں کو پڑھو۔ اس میں
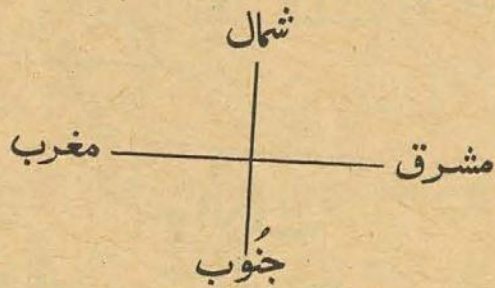
شمال
مغرب
مشرق
جنُوب

شمال اُوپر کو ہے اور جنُوب نیچے کو، دائیں طرف
مشرق ہے اور بائیں طرف مغرب۔ کاپی یا سلیٹ
پر بھی سمتیں اسی طرح بنائی جاتی ہیں۔
صُبح اور شام کے وقت درختوں اور مکانوں

میں ہمیں سخت گرمی محسُوس ہوتی ہے۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج آگ کا دہکتا
ہوا ایک گولا ہے۔

سُورج کے خاندان میں نو اور بڑے بڑے
سیّارے ہیں، جو کسی وقت سُورج میں سے ہی
نکلے تھے۔ زمین بھی ان میں سے ایک ہے۔ یہ
سب سیّارے سُورج کے گِرد گھُومتے ہیں۔

چاند ۔ چاند ہمیں رات کو روشنی
دیتا ہے ۔ یہ روشنی آنکھوں کو بھلی
معلُوم ہوتی ہے اور اس میں ٹھنڈک پائی
جاتی ہے۔ ہم جِتنی دیر تک چاہیں چاند کو
غور سے دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن سُورج کی طرف
ہم دیر تک نہیں دیکھ سکتے۔ آنکھیں چُندھیا
جاتی ہیں۔ چاند ہماری زمین سے بہُت چھوٹا
ہے۔ زمین اس سے پچاس گنُا بڑی ہے ۔ یہ

زمین کا قریبی ہمسایہ ہے اور زمین سے صرف
دو لاکھ 39 ہزار میل دُور ہے کئی سالوں سے
لوگ چاند پر اُترنے کی کوشش کر رہے تھے
جس میں اب وہ کامیاب ہوگئے ہیں امریکہ نے
اب تک کئی بار اِنسان کو چاند پر اُتارا ہے۔

پُرانے زمانے میں لوگ چاند اور سُورج کو
خُدا سمجھتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ لیکن ہم
صرف ایک خُدا کی عبادت کرتے ہیں، جس نے یہ
سب چیزیں بنائیں۔ یہ چیزیں اِنسان کی خادِم ہیں۔

زمین۔ ہم سب زمین پر رہتے ہیں۔
یہیں ہم گھر بناتے ہیں، کھیتی باڑی کرکے اناج
اُگاتے ہیں۔ یہ زمین کہیں اُونچی نیچی ہے۔
اور کہیں ہموار ہے۔ ہموار زمین کو میدان
کہتے ہیں۔ یہاں کھیتی باڑی اچھی طرح ہوسکتی
ہے۔ بعض جگہ اونچے اُونچے پہاڑ ہیں اور کہیں

ریتلے علاقے ہیں، جنھیں صحرا کہتے ہیں۔ زمین کا
صِرف چوتھائی حِصّہ خُشکی ہے اور تین چوتھائی حِصّہ
پانی ہے۔ خُشکی والے حصّے میں دُنیا کے بڑے بڑے
مُلک ہیں اور پانی کے ذخیروں کو سمندر کہتے ہیں۔
سمندروں میں بڑے بڑے جہاز چلتے ہیں۔

ہماری زمین تیزی سے گھومتی ہے۔ اس کے گھومنے
سے رات اور دِن پیدا ہوتے ہیں۔ گھومتے گھومتے زمین
کا جو حِصّہ سُورج کے سامنے آجاتا ہے، وہاں دِن ہوتا
ہے اور دُوسرے حصّے پر رات ہوتی ہے۔

سلمان نے فوراً سوال کیا۔ "ابّا جان! اگر زمین
گھومتی ہے تو ہمیں چکّر کیوں نہیں آتے اور ہم گِر
کیوں نہیں جاتے؟" ابّا نے کہا "شاباش! تم نے بڑا
اچّھا سوال کیا۔" سلمان کے ابّا کے ہاتھ میں چھڑی
تھی اُنھوں نے اُسے زور سے ہوا میں اُچھال دیا۔
چھڑی ہوا میں اُونچی اُٹھی اور پھر زمین پر آگئی
اُنھوں نے کہا تُم نے دیکھا کہ چھڑی زمین
پر آ گری۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین ہر

چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ زمین ہمارے جسم
کو بھی اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اِس لیے اس کے
گھومنے سے ہم گرتے نہیں۔ تُم نے گاڑی میں سفر
کرتے ہوئے دیکھا ہوگا کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے گاڑی
اپنی جگہ کھڑی ہے اور باہر کے درخت اور کھیت پیچھے
کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح ہمیں زمین کے
گھومنے کا پتا نہیں چلتا اور نہ ہمیں چکّر
آتے ہیں۔

سِتارے۔ رات کو اگر ہم آسمان کی طرف
دیکھیں تو ہمیں ہزاروں ستارے جگمگ جگمگ
کرتے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے
ہیں جو آسمان پر چلتے دکھائی دیتے ہیں۔
یہ رات کے شروع میں جہاں ہوں گے، وہاں
سے چل کر آدھی رات کو کہیں اور پہنچ جائیں گے
اور فجر کے وقت یہ کسی اور جگہ نظر آئیں گے۔
اکثر بچّوں نے سات ستاروں کا جھرمٹ دیکھا

ہوگا۔ ان میں آگے کے چار ستارے ایسے معلوم
ہوتے ہیں، جیسے پلنگ کے پائے ہوں۔ اسی طرح کچھ
سِتاروں کا جُھرمٹ ریچھ کی شکل سے مِلتا جُلتا
ہے۔ رات کے وقت سفر کرنے والے لوگ اور سمُندر
میں چلنے والے جہاز سِتاروں کو دیکھ کر سمت یا وقت
معلوم کرتے تھے۔ ہمارے دیہات میں اب بھی
کِسان جب رات کے وقت کھیتوں کو پانی دیتے ہیں
تو سِتاروں کو دیکھ کر وقت کا اندازہ کرتے ہیں۔
سمت معلوم کرنے کے لیے لوگ قُطبی سِتارہ کی
طرف دیکھتے ہیں۔ یہ ستارہ اپنی جگہ نہیں بدلتا

سوالات

1. سُورج سے ہمیں کیا فائدے پہنچتے ہیں؟
2. چاند اور سُورج میں فرق بتاؤ۔
3. زمین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
4. آج رات کو آسمان پر سات سِتاروں اور قُطبی سِتارہ کو تلاش کرو۔

پہاڑ۔ دریا۔ میدان صحرا وغیرہ

پہاڑ۔ زمین پر کئی جگہ، اُونچے اُونچے پہاڑ
ہیں۔ اِن پہاڑوں کے بہت سے فائدے ہیں۔ یہ
مُلک کی حفاظت کرتے ہیں اور دُشمن کی فوج ان
کو پار کرکے مُلک میں نہیں آ سکتی۔ پہاڑوں
پر جنگلات میں بڑی قیمتی لکڑی پیدا ہوتی ہے
سردیوں میں اِن پر برف گرتی ہے، جو گرمی کے موسم
میں پگھل کر پانی بن جاتی ہے۔ چونکہ اکثر دریا پہاڑوں
سے نکلتے ہیں۔ اس لیے یہ پانی دریاؤں میں بہنے لگتا ہے
دریا۔ پہاڑوں میں سے نکلے ہوئے پانی کے
چھوٹے چھوٹے نالے مِل کر دریا بن جاتے ہیں۔ جب پانی
اُونچی جگہ سے گِرتا ہے تو اُسے آبشار یا جھال کہتے ہیں
آبشاروں سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ دریا جب میدانی علاقے

اِصطلاحاتِ جُغرافیہ
آبنائے
خاکنائے
خشکی
سمندر
خشکی
سمندر
خشکی
سمندر
خشکی
سمندر
خلیج فارس
جزیرہ قشم
بحیرۂ عرب
جزیرہ منوڑا
جزیرہ نما کھمبات
جزیرہ میرا
کوہ قراقرم
ہمالیہ
سلیمان
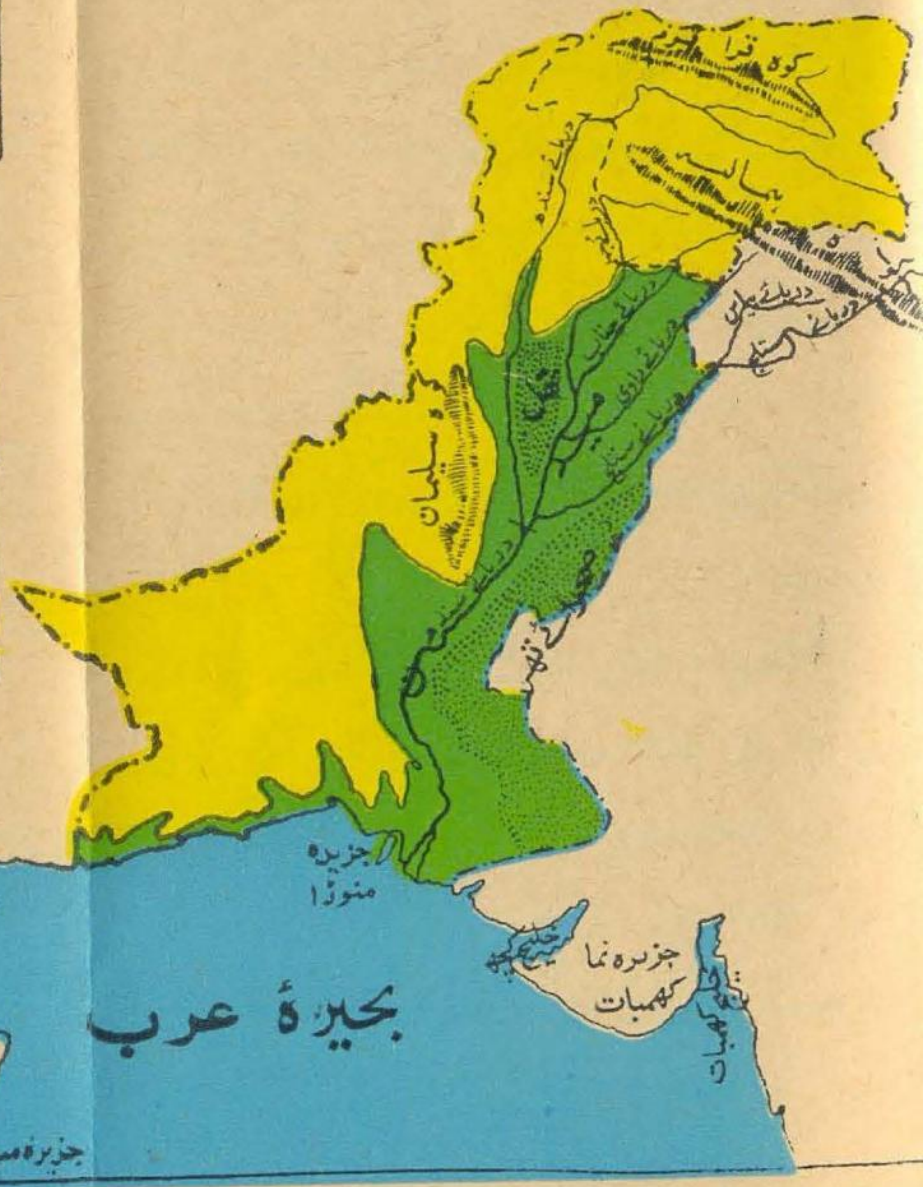
میں بہتے ہیں تو ان سے نہریں نکالی جاتی ہیں اور نہروں کے پانی سے ہری بھری فصلیں اُگتی ہیں

میدان۔ مُلک کا وہ حِصّہ، جو اُونچا نیچا نہ ہو اور ہموار ہو، میدان کہلاتا ہے۔ میدان میں کھیتی باڑی آسان ہوتی ہے۔ ایک جگہ سے دُوسری جگہ آنے جانے کے لیے سڑکیں بنائی جا سکتی ہیں۔ میدانی علاقے میں آبادی بھی زیادہ ہوتی ہے۔

صحرا۔ بعض علاقے بالکل خُشک ہوتے ہیں۔ چاروں طرف ریت ہی ریت نظر آتی ہے اور کچُھ پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی جگہوں کو ریگستان یا صحرا کہتے ہیں۔ اگر کسی جگہ تھوڑا بہت پانی مِل جائے تو وہاں لوگ آباد ہو جاتے ہیں۔ کھجُور کے پیڑ لگاتے ہیں اور کچُھ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ ایسی جگہ کو "نخلستان" کہتے ہیں۔

جزیرہ اور جزیرہ نُما۔ دُنیا میں خُشکی اور پانی ساتھ ساتھ ہیں۔خشکی کے بعض حصّے ایسے ہیں جن کے چاروں طرف پانی ہوتا ہے۔اُنھیں جزیرہ کہتے ہیں، جیسے کراچی کے قریب منوڑا کا جزیرہ۔ اگر تین طرف پانی اور ایک طرف خُشکی ہو تو اُسے جزیرہ نما کہیں گے، جیسے مُلک عرب۔جب سمنّدر کا پانی مُلک میں اندر تک چلا جائے تو اُسے خلیج کہتے ہیں، جیسے خلیج بنگال۔ سمنّدر کا وہ تنگ سا راستہ، جو دو بڑے سمنّدروں کو ملائے آبنائے کہلاتا ہے اور خُشکی کے اس تنگ ٹکڑے کو جو دو بڑے پانیوں کو جُدا کرتا ہے۔ خاکنائے کہتے ہیں۔

سوالات

1 پہاڑ اور دریا کے فائدے بتاؤ۔

2 نخلستان، جزیرہ نما اور آبنائے سے کیا مراد ہے؟

موسم اور آب وہوا

بچّو! تم جانتے ہو کہ ہمارے مُلک میں مئی، جُون اور جولائی میں سخت گرمی ہوتی ہے۔دن میں تیز دُھوپ کے ساتھ ہوا بھی گرم ہو جاتی ہے اور لُو چلنے لگتی ہے، گھر سے باہر نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ گرمی کا موسم ہے۔ اس موسم میں دن بڑے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

نومبر کے مہینے سے فروری کے مہینے تک خُوب سردی پڑتی ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹھِٹھرتے ہیں دُھوپ اچھی لگتی ہے کبھی کبھی آگ تاپنے کو بھی جی چاہتا ہے۔ دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہو جاتی ہیں۔ یہ سردی کا موسم ہے۔

مارچ، اپریل میں موسم خُوشگوار ہوتا ہے
نہ بہُت سردی اور نہ بہُت گرمی۔ اس موسم کو
موسمِ بہار کہتے ہیں۔ اس میں دن رات برابر
ہوتے ہیں۔ درختوں میں نئے پتّے نکلتے ہیں اور
رنگا رنگ کے پھُول کِھلتے ہیں۔

جولائی اور اگست میں خُوب بارش ہوتی
ہے۔ جولائی کی پندرہ تاریخ سے ساون کا مہینا
شروع ہو جاتا ہے کالے کالے بادل آتے ہیں، ٹھنڈی
ہوائیں چلتی ہیں، مینہ برستا ہے۔ گرمی کے
ستائے ہوئے جاندار خُوش ہو جاتے ہیں۔ درخت
دُھل جاتے ہیں اور ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے
لگتا ہے۔ یہ برسات کا موسم ہے۔

بچّو! تمُ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ موسم
کے ساتھ ہی ہمارا لباس، ہماری خوراک اور رہنے
سہنے کے طریقے بھی بدل جاتے ہیں۔ ہم گرمی میں

ہلکا پھُلکا اور ڈھیلا ڈھالا لباس، برسات میں ململ
کا کُرتا اور سردیوں میں موٹے اور گرم کپڑے پہنتے
ہیں۔ سردیوں میں خُوب بھُوک لگتی ہے اور
گرمی کے موسم میں ہم دن بھر پانی پیتے ہیں

کسی مُلک کی گرمی، سردی، بارش اور
ہواؤں کا دُوسرا نام آب و ہوا ہے۔ ہمارے صُوبے
کی آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں
میں سخت سرد ہے۔ آب و ہوا کا لوگوں کی زِندگی
کام کاج اور رہن سہن پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ خُشک
علاقوں کے لوگ بھیڑ بکریاں پالتے ہیں۔ یہ ایک جگہ
گھر بنا کر نہیں رہتے ان کو خانہ بدوش کہتے ہیں۔
میدانی علاقوں میں جہاں بارش ہوتی ہے یا
نہریں بنائی گئی ہیں، کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ لوگ
گاؤں اور شہر بسا کر رہتے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں
بہُت بارش ہوتی ہے اور گاؤں کے اِرد گِرد پانی

ہی پانی نظر آتا ہے۔ یہاں لوگ بانس اور گھاس
پھُوس کے گھر بنا کر رہتے ہیں۔ اکثر لوگ مچھلیاں
پکڑتے ہیں۔ بڑے شہروں میں لوگ دفتروں اور
کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔

سوالات

1 تمھیں کون سا موسم اچھّا لگتا ہے؟
2 موسمِ بہار اور برسات کا کچھ حال بیان کرو۔

آمدورفت کے ذرِیعے

سفر کے ذرائع
اطلاع کے ذرائع
سڑک پر چلنے کے اصول

سفر کے ذرائع

دسمبر کی چھٹّیوں سے پہلے عائشہ کی
جماعت کے بچّے اپنی اُستانی مِس قمر کے ساتھ
چھانگا مانگا کے جنگل کی سیر کی تیاری
کر رہے تھے سب بچے بہت خُوش تھے ۔ مِس قمر
نے اُنھیں بتایا۔ "بچّو! ہم کل صُبح نو بجے سکول
سے روانہ ہوں گے اور شام کو چار بجے واپس
آجائیں گے۔"

عزیز۔ "میں اپنے تانگے والے سے کہہ دُوں
کہ وہ مجھے چار بجے لینے آجائے۔"
مِس قمر۔ "بچّو! تُم سب اپنے گھر والوں کو
کہہ دینا کہ تمھیں چار بجے لینے آئیں۔"
شاہدہ۔ "میں تو بس میں سکول آتی ہوں۔
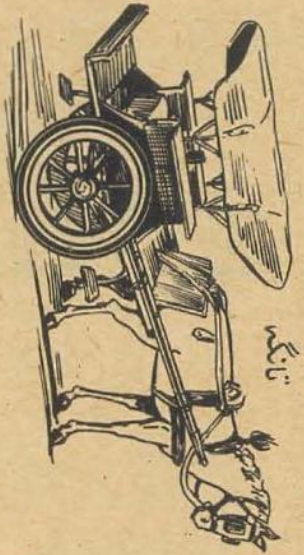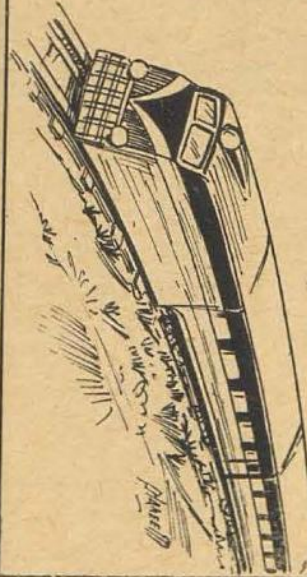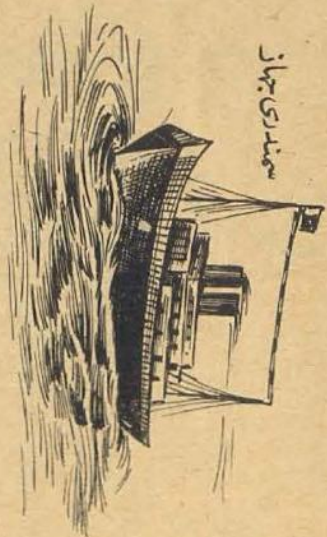
میں گھر کیسے جاؤں گی ؟"

مِس قمر ۔ "اس جماعت کے بہت سے بچّے
بس میں سکول آتے جاتے ہیں۔ اِس لیے
تُم سب کو بس میں چار بجے گھر بھجوا
دُوں گی۔"

عائشہ ۔ "میرا گھر قریب ہے۔ میرے ابّا مجھے
پیدل گھر لے جائیں گے۔"

ارشد ۔ "ہم چھانگا مانگا کس طرح جائیں گے؟"

مِس قمر ۔ "ہم اومنی بس میں جائیں گے۔
ہم نے ایک بس کرائے پر لی ہے، وہ ہمیں
لے بھی جائے گی اور واپس بھی لے آئے گی۔"

عزیز ۔ "میرے بڑے بھائی اپنے چنّد دوستوں
کے ساتھ وہاں گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ
وہاں ایک جِھیل بھی ہے۔"

مِس قمر ۔ "وہاں ایک بُہت بڑی جِھیل ہے۔

اس میں سیر کے لیے کشتیاں چلتی ہیں۔

عائشہ ۔ "ہم بھی کشتی کی سیر کریں گے۔"

مِس قمر ۔ "ہاں بچّو! ضرور کشتی کی سیر کرنا۔
یہ بتاؤ کہ کشتی کا اور کیا اِستعمال
ہوتا ہے ؟"

ارشد ۔ "ہم نے پچھلے سبق میں پڑھا تھا
کہ مشرقی پاکستان میں بعض لوگ
کشتیوں میں رہتے ہیں اور سفر کے لیے
بھی کشتی اِستعمال کرتے ہیں۔"

مِس قمر ۔ "شاباش۔"

عائشہ ۔ "جمیل اپنے ابّا اور امّی کے ساتھ
مشرقی پاکستان سے کراچی تک کشتی
میں آیا تھا۔"

جمیل ۔ "وہ تو بڑا سا جہاز تھا۔ کشتی تو
چھوٹی ہوتی ہے۔"

مِس قمر۔ "ہم مشرقی پاکستان کو اور کس طرح
سے جا سکتے ہیں"۔
جمیل۔ جب ہم ڈھاکے میں تھے تو میرے ابّا
لاہور سے اکثر ہوائی جہاز سے آیا کرتے تھے
اور بہت جلد پہنچ جاتے تھے"۔
عزیز۔ "میرے ابّا کہتے تھے کہ ہم ڈھاکے ریل
گاڑی سے بھی جا سکتے ہیں۔ مگر ہندوستان
کی دشمنی کی وجہ سے یہ راستہ بند ہے۔
عائشہ۔ "میں گرمیوں کی چھٹیوں میں ریل
گاڑی سے کراچی گئی تھی۔ میری امّی اور
ابّا بھی ساتھ تھے۔ گاڑی تھوڑی تھوڑی
دیر کے بعد سٹیشن پر ٹھہرتی تھی۔ کچھ
لوگ اُترتے تھے اور کچھ نئے آتے تھے۔ چھابڑی
والے اور اخباروں والے خوب آوازیں لگاتے
تھے۔ میں نے مُلتان کے سٹیشن پر لکڑی کا

اُونٹ بھی خریدا تھا"۔
عزیز۔ "میرے بھائی کہتے تھے کہ چھانگا مانگا
میں بھی ایک ریل گاڑی ہے"۔
مِس قمر۔ "چھانگا مانگا کے جنگل میں
ایک چھوٹی ریل گاڑی ہے۔ اِس میں
سامان بھی لے جاتے ہیں اور لوگ سَیر
بھی کرتے ہیں۔ جنگل بہت بڑا ہے۔ ہر جگہ
پیدل جانا مُشکل ہے۔ اس لیے ریل گاڑی
سے بہت سا حِصّہ دیکھا جا سکتا ہے۔
جمیل۔ "میری دادی امّاں کہتی ہیں کہ پُرانے
زمانے میں لوگ پیدل سفر کیا کرتے تھے"۔
مِس قمر۔ "تمھاری دادی امّاں ٹھیک کہتی
ہیں۔ پُرانے زمانے میں لوگ پیدل یا
گھوڑے پر سفر کرتے تھے۔ امیر لوگ بیل
گاڑیوں پر آتے جاتے تھے۔ ریگستانی علاقوں

میں اب بھی سفر کے لیے اُونٹ اِستعمال
کرتے ہیں ۔لوگ قافلے بنا کر چلتے تھے۔
لیکن آج کل سفر کئی طرح سے کیا جاتا ہے ۔
ان میں سب سے عام ریل گاڑی ہے۔مغربی
پاکستان میں ریلوں کا جال بِچھا ہُوا
ہے۔ مُلک کے ایک کونے سے دُوسرے کونے
تک آسانی سے سفر کر سکتے ہیں ۔ بعض
گاڑیاں ہر سٹیشن پر ٹھہرتی ہیں۔بعض
تیز ہوتی ہیں اور صرف بڑے بڑے سٹیشنوں
پر ٹھہرتی ہیں - ہر سٹیشن پر مسافروں
کی سہولت کے لیے مسافر خانے اور ہوٹل بنے
ہُوئے ہیں۔ ریلوں میں بھاری سامان بھی
بھیجا جاتا ہے۔"

قاسم۔"جب ہم نے گھر بدلا تھا تو ہمارا
سامان ٹرک میں آیا تھا۔"

مِس قمر۔"ٹرک میں سامان ایک شہر سے
دُوسرے شہر بھی بھیجا جاتا ہے۔بعض
ٹرک دُور دُور تک سامان لے جاتے ہیں
جیسے پشاور سے کراچی۔"

جمیل۔"میری دادی امّاں کہتی ہیں کہ جب
وُہ چھوٹی سی تھیں اس زمانے میں ہوائی
جہاز نہیں ہوتے تھے۔"

مِس قمر۔"تمھاری دادی امّاں کے بچپن
میں ہوائی جہاز بالکل نئی سواری تھی
اور اس کو سفر کے لیے بہت کم اِستعمال
کیا جاتا تھا۔اب ہوائی جہاز عام ہو گئے
ہیں۔ ہمارے مُلک میں ایک شہر سے
دُوسرے شہر میں جانے کے لیے بھی
ہوائی جہاز ہیں۔جیسے کراچی سے لاہور اور پشاور۔"

ارشد۔"تو ہم ہوائی جہاز میں کیوں نہ

چھانگا مانگا جائیں!"

مِس قمر: بچّو! ہوائی جہاز ہر جگہ نہیں اُتارا جا سکتا۔ یہ صرف ہوائی اڈّے پر اُتر سکتا ہے۔ اس لیے ہم ہوائی جہاز میں چھانگا مانگا نہیں جا سکتے۔ جہاں ہوائی اڈّے ہیں، وہاں یہ ریل گاڑی کی طرح مقرّرہ وقت پر اُترتا اور روانہ ہوتا ہے۔

بچّو! ایک جگہ سے دُوسری جگہ جانے کے لیے بہُت سے طریقے ہیں۔ اپنے شہر کے اندر تم بس۔ تانگہ اور موٹر رکشا سے کام لیتے ہو۔ ایک شہر سے دُوسرے شہر جانے کے لیے بسیں اور ریل گاڑیاں ہیں۔ اگر کسی دُوسرے مُلک جانا ہو تو ہوائی جہاز یا پانی کے جہاز سے سفر کرنا ہوتا ہے۔ یہ سواریاں ہماری سہُولت کے لیے بہُت ضرُوری ہیں۔ اگر بس اور ریل گاڑی نہ ہوتی تو ہم لوگ چھانگا مانگا سے ایک

دن میں واپس نہ آ سکتے۔"

سوالات

1. اپنی جماعت کے بچّوں سے پُوچھو کہ وہ کِن کِن سواریوں میں سکُول آتے ہیں؟
2. اگر تمھیں لاہور سے پشاور جانا ہو تو کیسے جاؤ گے؟
3. کراچی سے لندن کِس طرح جاؤ گے؟

اِطلاع کے ذرائع

عائشہ سکول سے واپس آئی تو ڈاکیے نے
دروازے پر آواز دی "تار لے لو" ابّا نے تار کھول کر
پڑھا تو اس میں لِکھا تھا کہ عائشہ کی امّی
رات کی ریل گاڑی سے واپس آ رہی ہیں۔
عائشہ، جو اس وقت ڈری بیٹھی تھی، یہ
سُن کر بہت خُوش ہُوئی اور کہنے لگی "ابّا
مجھے تار دکھائیے۔ کیا امّی نے خُود لِکھا ہے؟
کس طرح بھیجا ہے؟"
ابّا۔"عائشہ! یہ تار آج صُبح نو بجے دیا گیا
تھا۔ جب کوئی اِطلاع جلدی دینی ہوتی
ہے تو وہ تار کے ذرِیعے بھیجی جاتی ہے۔ جب
تمُھاری امّی نے آج آنے کا فیصلہ کیا تو اُنھوں

نے کاغذ پر میرا پتہ اور گاڑی کا وقت
لِکھ کر مُلازم کو دیا کہ وہ تارگھر پہنچائے
مُلازم نے وہ کاغذ اس آدمی کو دِیا، جو
تاریں لینے کے لیے مقرّر ہے۔ اس آدمی نے
پڑھنے کے بعد بتایا کہ اِس تار پر کتنے
پیسے خرچ آئیں گے۔ ملازم نے وہ پیسے دے
دِیے۔ آدمی نے رسِید کاٹ کر دے دی اور اپنی
مشین کے ذریعے تمُھاری امّی کا پیغام ہمارے
شہر کے تارگھر میں بھیج دِیا۔ یہاں کے
تارگھر والوں نے یہ پیغام ہمیں پہنچا دِیا؟
عائشہ۔"اس تار پر کتنے پیسے خرچ آئے
ہیں"؟
ابّا۔"عام لفافہ بِیس پیسے اور کارڈ دس
پیسے کا ہوتا ہے۔ لیکن وہ دُوسرے یا تیسرے
دِن پہنچتا ہے۔ تار اُسی دِن چند گھنٹوں

اِطلاع کے ذرائع

عائشہ سکول سے واپس آئی تو ڈاکیے نے دروازے پر آواز دی "تار لے لو" ابّا نے تار کھول کر پڑھا تو اس میں لِکھّا تھا کہ عائشہ کی امّی رات کی ریل گاڑی سے واپس آ رہی ہیں۔ عائشہ، جو اس وقت ڈری بیٹھی تھی، یہ سُن کر بہُت خُوش ہُوئی اور کہنے لگی " ابّا مجھے تار دکھائیے۔ کیا امّی نے خُود لِکھا ہے؟ کس طرح بھیجا ہے؟"

ابّا۔"عائشہ! یہ تار آج صُبح نو بجے دیا گیا تھا۔ جب کوئی اِطلاع جلدی دینی ہوتی ہے تو وہ تار کے ذرِیعے بھیجی جاتی ہے۔ جب تمُھاری امّی نے آج آنے کا فیصلہ کیا تو اُنھوں

نے کاغذ پر میرا پتہ اور گاڑی کا وقت لِکھ کر مُلازم کو دیا کہ وہ تار گھر پہنچائے مُلازم نے وہ کاغذ اس آدمی کو دِیا، جو تاریں لینے کے لیے مقرّر ہے۔ اس آدمی نے پڑھنے کے بعد بتایا کہ اِس تار پر کتنے پیسے خرچ آئیں گے۔ ملازم نے وہ پیسے دے دِیے۔ آدمی نے رسِید کاٹ کر دے دی اور اپنی مشین کے ذریعے تمُھاری امّی کا پیغام ہمارے شہر کے تار گھر میں بھیج دِیا۔ یہاں کے تار گھر والوں نے یہ پیغام ہمیں پہنچا دِیا۔"

عائشہ۔" اس تار پر کتنے پیسے خرچ آئے ہیں"؟

ابّا۔"عام لفافہ بیس پیسے اور کارڈ دس پیسے کا ہوتا ہے۔ لیکن وہ دُوسرے یا تیسرے دِن پہنچتا ہے۔ تار اُسی دِن چند گھنٹوں

میں پہنچ جاتا ہے۔اس لیے اس کے ہر لفظ پر دس پیسے خرچ آتے ہیں۔ اس تار پر ایک رُوپیہ اور ساٹھ پیسے خرچ آئے ہیں۔"

عائشہ۔"ابّا آپ نے امّی سے ٹیلیفون پر بات کیسے کی تھی؟"

ابّا۔"میں نے ٹیلیفون تار گھر سے کیا تھا۔ ہر ٹیلیفون اور تار گھر کے درمیان تاریں لگی ہوتی ہیں ۔ اس لیے جب نمبر گھما کر بات کرتے ہیں تو دُوسری طرف سُنائی دیتی ہے۔"

عائشہ۔"لیکن امّی تو دُوسرے شہر میں ہیں۔"

ابّا۔"بیٹی ! ایک شہر سے دُوسرے شہر میں بھی ٹیلیفون کی تاریں لگی ہوتی ہیں۔اس

لیے آسانی سے ایک شہر سے دوسرے
شہر میں بات کی جا سکتی ہے۔ لیکن
بعض دفعہ ان تاروں کے بغیر بھی
ٹیلیفون پر بات ہو سکتی ہے، جیسے
یہاں سے ڈھاکہ۔ جس طرح ریڈیو پر
گانے یا خبریں سُنتی ہو، اسی طرح تاروں
کے بغیر بھی ٹیلیفون پر بات کی جا سکتی
ہے۔"

عائشہ۔ "حسن کے گھر میں ٹیلیویژن ہے،
جس میں ریڈیو کی طرح خبریں بھی
سُنائی دیتی ہیں اور خبریں سنانے والے
کی تصویر بھی دکھائی دیتی ہے، لوگ چلتے
پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ چھوٹا سا سینما
معلوم ہوتا ہے۔"

ابّا۔ "ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبار، خبریں اور

اِطلاعیں دینے کے مُختلف ذریعے ہیں۔ اخبار
میں خبریں صِرف پڑھتے ہیں۔ ریڈیو پر
صِرف سُنتے ہیں اور ٹیلیویژن پر سُنتے بھی
ہیں اور دیکھتے بھی۔ اِس لیے ان کا اثر زیادہ
ہوتا ہے اور باتیں دیر تک یاد رہتی ہیں۔

اِن ذریعوں سے اور مُفید باتیں بھی بتائی
جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر کھانا پکانے اور
گھر سجانے کے طریقے اور تندرُست رہنے
کے اصُول۔ کسی دِن تُمھیں ریڈیو، ٹیلیویژن
کے سٹیشن دکھاؤں گا۔

"اِن ذریعوں سے خبریں بہُت جلد لوگوں
تک پہنچ جاتی ہیں۔ اخبار سب سے عام
ذریعہ ہے۔ ریڈیو بھی بہُت لوگوں کے پاس
ہے۔ اور اب تو ٹیلیویژن بھی عام ہوتا جارہا ہے۔

سوالات

1 خبریں دینے کے کون کون سے طریقے ہیں؟
2 ٹیلیفون کیسے کیا جاتا ہے؟
3 تار، کن موقعوں پر دیا جاتا ہے؟

سڑک پر چلنے کے اصُول

عائشہ بہت خُوش تھی کیونکہ وہ ابّا کے ساتھ ریڈیو سٹیشن دیکھنے جا رہی تھی جُونہی ابّا تیّار ہو کر آئے، وہ دونوں روانہ ہو گئے۔ گھر سے باہر جاکر بس میں سوار ہُوئے۔ راستے میں عائشہ سوال پُوچھتی رہی اور ابّا جواب دیتے رہے۔

ابّا نے بتایا کہ سامنے لال رنگ کی عمارت ریڈیو سٹیشن ہے۔ عائشہ "روکو، روکو" کہتی رہی لیکن ڈرائیور نے بس ریڈیو سٹیشن کے سامنے نہ روکی۔ کافی آگے جاکر بس ٹھہری تو دونوں اُترے۔ عائشہ نے ابّا کی اُنگلی پکڑ لی اور دونوں پِیچھے کی طرف چل پڑے۔

عائشہ ۔" ڈرائیور نے ہمیں اِتنی دُور کیوں
اُتارا ہے ؟ ریڈیو سٹیشن کے سامنے
کیوں نہیں رُکا ؟"
ابّا ۔" بس اپنے سٹاپ پر رکتی ہے ۔ آگے پیچھے
نہیں تُم نے دیکھا کہ اس سٹاپ پر
لوگوں کی کتنی لمبی قطار تھی ۔ اگر بس
جہاں چاہیں روک دی جائے تو لوگ کسی
ایک جگہ جمع نہیں ہو سکیں گے ۔ اس
طرح سب کو تکلیف ہوگی اور وقت بھی
زیادہ لگے گا "
عائِشہ بیٹی ! تُم اس پٹڑی پر آجاؤ ۔
یہ پیدل چلنے والوں کے لیے ہے ۔ کوئی سواری
اس پر نہیں آتی ۔ اس لیے یہاں آرام سے
چل سکتے ہیں "
عائشہ ۔" یہ بس دُوسری طرف کیوں
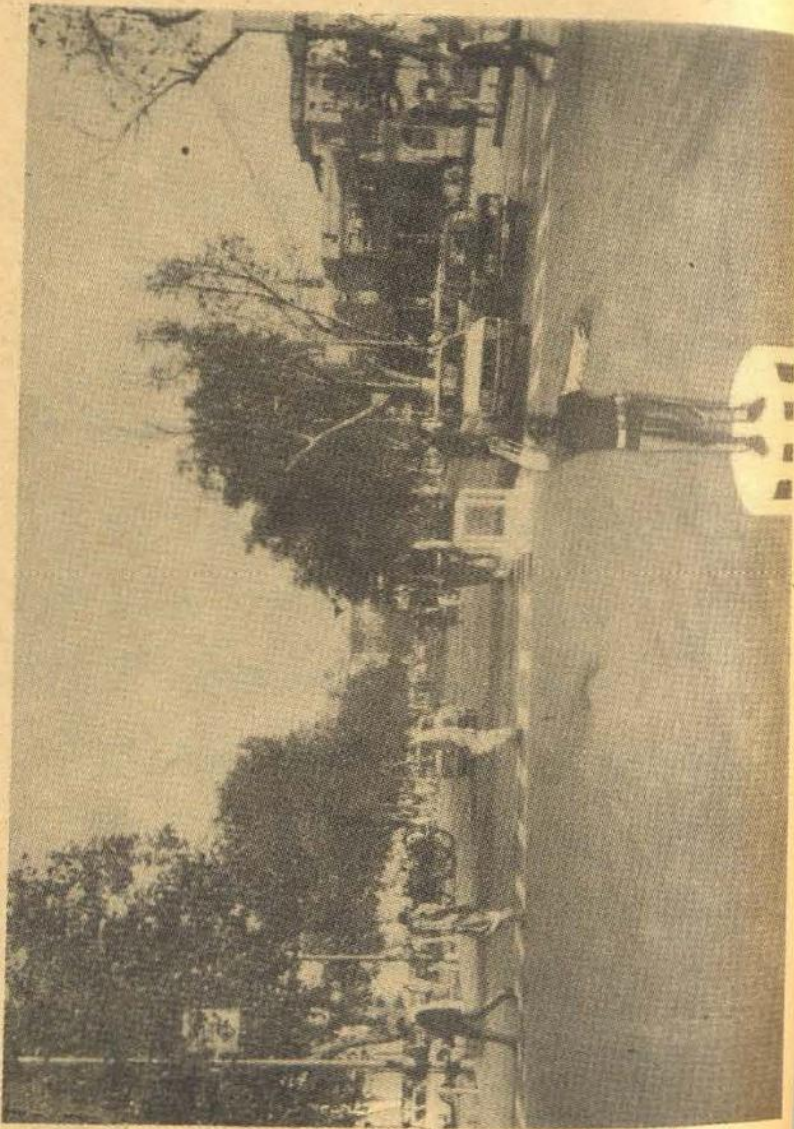
رُکی ہے"؟
ابّا :"بس اور گاڑیاں ہمیشہ بائیں ہاتھ کو
رُکتی ہیں۔ اس لیے دُوسری طرف سے
آنے والی بسیں اپنے بائیں طرف رُکتی
ہیں"
عائشہ :"یہ لوگ قطاروں میں کیوں کھڑے
ہیں؟ بھاگ کر بس میں کیوں بیٹھ
نہیں جاتے؟"
ابّا :"قطار میں کھڑے ہونے سے آرام سے
بس میں بیٹھ جائیں گے۔ جو پہلے آتا ہے،
وہ پہلے بیٹھتا ہے، جو بعد میں آتا ہے،
وہ بعد میں بیٹھتا ہے"
عائشہ :"ابّا آپ یہاں کیوں ٹھہر گئے ہیں؟"
ابّا :"وہ دیکھو سڑک کے پار لال رنگ کی عمارت
ہے نا؟ ہمیں وہاں جانا ہے"

عائشہ :"اس وقت تو سڑک پر کوئی گاڑی نہیں
ہے۔ چلیے بھاگ کر سڑک پار کر لیں۔
ابّا :"سڑک پر بھاگنا بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ گاڑی
کسی وقت بھی آ سکتی ہے۔ سامنے والا
سپاہی جب دُوسری طرف مُنہ کرے گا اور
اپنے ہاتھ کے اِشارے سے ہمیں جانے کی
اِجازت دے گا، اس وقت ہم سڑک کو پار
کریں گے۔ دیکھو اس نے دونوں ہاتھوں
کے اِشارے سے دونوں طرف کی گاڑیاں روک
دی ہیں۔ اب ہم آرام سے سڑک کو پار
کر سکتے ہیں"
عائشہ :"ابّا سڑک پر سفید دھاریاں کیوں بنی
ہیں؟"
ابّا :"یہ سفید دھاریاں اِس لیے بنائی گئی ہیں
کہ پیدل چلنے والے سڑک کو یہاں سے پار

کریں۔"
عائشہ۔ "ہمارے سکول کے پاس جو چوراہا
ہے وہاں سپاہی نہیں ہوتا ہے، بلکہ بڑی
بڑی بتّیاں لگی ہوئی ہیں۔"
ابّا۔ "بعض چوراہوں پر سپاہی نہیں ہوتے۔
وہاں بڑی بڑی بتّیاں لگی ہوتی ہیں۔ ان
میں سُرخ، سبز اور پیلے رنگ کی روشنی
ہوتی ہے۔ جس طرف سُرخ روشنی ہوتی ہے،
اِس طرف کے لوگوں کو رُک جانا چاہیے۔
جس طرف سبز روشنی ہوتی ہے،
اس طرف کے لوگوں کو سڑک پار کرنی چاہیے۔
پیلی روشنی میں بھی ٹھہرے رہنا چاہیے۔
اگر سب لوگ اِن اصولوں کا خیال رکھیں
تو گاڑیوں کی ٹکریں نہ ہوا کریں۔"
عائشہ "کل ہمارے سکول کے پاس ایک لڑکی

نے ایک گاڑی کے سامنے سے بھاگ کر جانے
کی کوشش کی۔ ڈرائیور نے ایک دم گاڑی
روک لی پھر بھی لڑکی کے تھوڑی سی
چوٹ آئی۔"
ابّا۔ "ایسے کبھی نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ہارن
کی آواز سنائی دے تو گاڑی کے لیے راستہ
چھوڑ دینا چاہیے ہر حالت میں سڑک کے
بائیں ہاتھ چلنا چاہیے۔
عائشہ بیٹی! تم سکول جاتے وقت ان باتوں
کا دھیان رکھا کرو، بلکہ اپنی سہیلیوں
کو بھی بتاؤ۔"
عائشہ "ہماری مِس نے بھی ہمیں یہ باتیں
بتائی ہیں۔ آدھی چھٹّی میں پانی پینے کے
لیے ہم قطار میں کھڑی ہوتی ہیں۔"

سوالات

1 بس میں بیٹھنے کے لیے قطار میں کھڑا ہونا کیوں ضروری ہے ؟
2 لال بتّی پر کیوں رُک جانا چاہیے ؟
3 بس کے کس طرف اُترنا چاہیے ؟
4 سڑک کے بیچ میں کیوں نہیں چلنا چاہیے ؟

ہمارے آس پاس

ایک دُوسرے کی مدد

بچّو! کوئی آدمی دُنیا میں اکیلا نہیں رہ سکتا۔ نہ ہی وہ اپنے سارے کام خود کر سکتا ہے۔ تمہاری ایک چھوٹی سی ضرُورت پوری کرنے کے لیے بہت سے لوگوں سے مدد لینی پڑتی ہے۔ اپنا صُبح کا ناشتا ہی دیکھو۔ گوالا دُودھ لاتا ہے، نانبائی روٹی پکاتا ہے کریانہ کی دُکان سے چائے اورچینی آتی ہے۔ جو بچّے ڈبل روٹی اور مکھّن کھاتے ہیں وہ یہ چیزیں بیکری سے منگواتے ہیں، ہم جو روٹی روزانہ کھاتے ہیں، وہ بھی کِسان کی محنت اور گاؤں کے بہت سے لوگوں کی مدد سے ملتی ہے۔ اتنے لوگوں نے کام کیا تو تمھیں صُبح کا ناشتا مِلا۔

اسی طرح ہزاروں کاریگر کارخانوں میں کپڑا
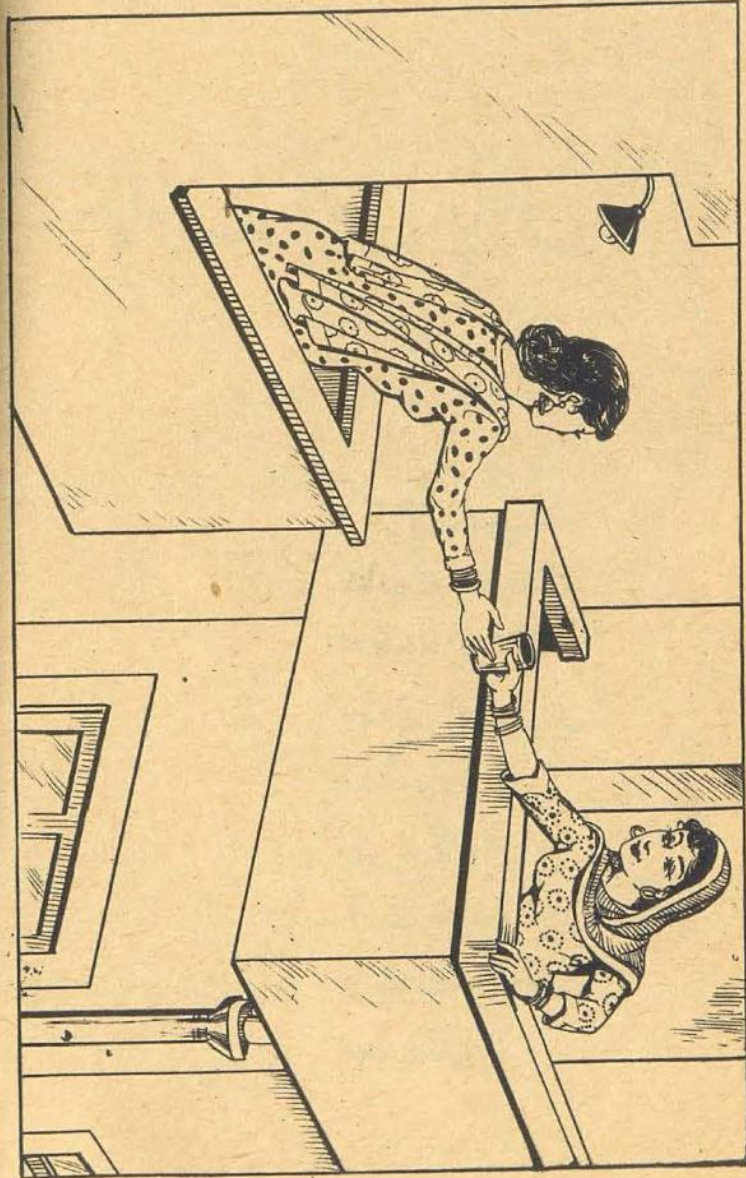
تیار کرتے ہیں۔ہم بزّاز کی دُکان سے کپڑا خریدتے
ہیں اور درزی تمھارا لباس تیار کرتا ہے۔اُسے صاف
سُتھرا رکھنے کے لیے تُم دھوبی سے مدد لیتے ہو۔
تمھارا مکان بنانے میں راج، مزدُور، بڑھئی، لوہار
اور دُوسرے کئی لوگوں نے مدد کی ہے۔ تمھاری
پڑھائی کی چیزیں کاغذ، قلم، دوات، پنسل، سلیٹ
تختی سب الگ الگ دکانوں سے آتی ہیں۔ بھلا
سوچو تو سہی کیا تم اپنی ضرُورت کی سب چیزیں
پیدا کر سکتے تھے؟

خوراک، لباس اور مکان کے سوا ہماری اور
بھی کئی ضرُورتیں ہیں۔اُستاد ہمیں عِلم سکھاتے
ہیں۔مولوی صاحب نماز اور قرآن مجید پڑھاتے
ہیں، حکیم اور ڈاکٹر بیماروں کا علاج کرتے ہیں
سپاہی اور تھانے دار لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں
جھگڑے ہو جائیں تو کچہری میں ان کا فیصلہ

ہوتا ہے۔تاجر مُلک کی دولت بڑھاتے ہیں۔ کِسان
اناج پیدا کرتے ہیں۔ کچھ لوگ جنگل میں درخت
لگاتے ہیں۔ کچھ نہریں کھودتے ہیں۔کچھ سڑکیں
بناتے ہیں۔یونین کونسل کے ممبر زمینداروں کی
بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ان سب کی مدد کے
بغیر ہم امن اور چین کی زِندگی نہیں گزار
سکتے۔

رہنے سہنے کے لیے بھی ہمیں ساتھیوں کی
ضرُورت ہے۔لوگ ساتھ ساتھ گھر بناتے ہیں۔بہُت
سے گھروں کی بستی گاؤں کہلاتی ہے۔شہر میں
جہاں ساتھ ساتھ کئی گھر ہوں، اُسے محلّہ کہتے
ہیں۔ بہُت سے محلّوں سے شہر بنتا ہے۔
شہروں میں ہزاروں لاکھوں آدمی رہتے ہیں
اُنھیں آپس میں کیسے رہنا چاہیے۔ایک دُوسرے
کی مدد کیسے کرنی چاہیے اور ہر شخص۔اپنے

فرض کو کیسے پُورا کرے، اس کو شہریّت کا علم کہتے ہیں ان باتوں کو تُم مُعاشرتی علُوم میں بھی سِیکھتے ہو۔

سوالات

1 تم جس مکان میں رہتے ہو اِس کے بنوانے میں کِن کِن لوگوں سے مدد لی گئی تھی؟

2 ڈاکٹر اور تھانے دار کس طرح لوگوں کی خدمت کرتے ہیں؟

3 شہریّت سے کیا مُراد ہے؟

ہمارے ہمسائے

ہمارے ساتھ والے گھر میں جو لوگ رہتے ہیں، وہ ہمارے ہمسائے ہیں۔ ہم ان کو اور وہ ہمیں سہارا دیتے ہیں۔ ہم ایک دُوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہوتے ہیں۔ ہمسایوں سے ہمیں بہن بھائیوں کا سا سلُوک کرنا چاہیے۔

ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہِ و آلہٖ وسلّم نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ ہم اپنے ہمسایوں سے ہمیشہ نیک سلُوک کریں۔ ان کی خُوشی کا اپنی خُوشی سے زیادہ خیال رکھیں، اِن کے بچّوں سے اپنے بچّوں کی طرح پیار کریں۔ اگر گھر میں کوئی پھل یا مٹھائی لائیں تو ہمسایہ کے بچّوں کو بھی دیں۔ گھر میں کوئی اچّھا کھانا

پکائیں تو ہمسایہ کے گھر ضرور بھیجیں ہمسایہ
کے گھر میں کوئی بیمار ہو تو اس کا حال پُوچھنے
جائیں اور ان کی خُوشی اور غمی میں شریک
ہوں، ہمسایہ خواہ کسی مذہب اور کسی قوم
کا ہو، اس سے نیک سلُوک کرنے کا حُکم ہے اور
مُسلمان ہمسائے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
رسُولِ کرِیم صَلّی اللہ علیہ وآلِہٖ وسَلّم نے یہ
بھی فرمایا کہ چالیس گھر تک جو لوگ رہتے ہیں
وہ ہمسایوں میں شامل ہیں۔ ہمسائے کا ہمسایہ
پر حق ہوتا ہے۔ اگر سب لوگ اس نصِیحت پر
عمل کریں تو محبّت اور سلُوک کا دَور دَورہ
ہو جائے اور لوگ سُکھ کی زِندگی بسر کریں۔
بچّو! ہمیں ہر وقت یہ خیال رکھنا چاہیے
کہ ہمارے ہمسائے کو ہم سے کوئی تکلیف نہ
پہنچے۔ بعض لوگ اپنے گھر میں اُونچی آواز سے

ریڈیو بجاتے ہیں یا زور سے چیختے چلاتے
ہیں۔ کبھی چھت پر چڑھ کر شور کرتے ہیں۔ اِس
سے بیمار ہمسایہ کو یا پڑھنے والے طالب علم کو
تکلیف ہوگی۔ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر
ہمسایہ شکایت نہ کرے تو بھی اس کے آرام
کا خیال رکھنا چاہیے اور اگر وہ ہماری طرف سے
پہنچی ہوئی تکلیف کی شکایت کرے تو یہ شکایت
فوراً دُور کر دینی چاہیے۔

سوالات

1. اپنے ہمسایوں کے بارے میں ہمیں کِن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟
2. نبی کرِیم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمسایہ سے کِس قسم کے سلُوک کا حکم دیا ہے؟
3. ہمسائے کے بچّوں سے کیسا سلُوک کرنا چاہیے؟

صِحت وصفائی

بچّو! تمُ نے سُنا ہوگا کہ تندرُستی ہزار نِعمت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سب نِعمتوں سے بڑی نِعمت اِنسان کی صِحت اور تندرُستی ہے۔ تندرست رہنے اور بیماریوں سے بچنے کے لیے صفائی بُہت ضروری ہے اِسلام میں صفائی پر بُہت زور دیا گیا ہے۔ مُسلمان گندہ اور غلیظ نہیں ہوتا۔ اس کا دِل بھی پاک ہوتا ہے اور اس کا جِسم اور لباس بھی پاک صاف رہتا ہے۔ ہم نماز پڑھنے سے پہلے وضُو کرتے ہیں۔ بھلا جو شخص دِن میں پانچ مرتبہ ہاتھ مُنہ دھوئے دانت صاف کرے ، وہ کیسے گندہ رہ سکتا ہے ؟

صفائی سب سے پہلے اپنے گھر سے شروع
ہوتی ہے۔اگر تم اپنی چیزیں ٹھیک جگہ پر
رکھو اور ہر روز اُن کی جھاڑ پونچھ کرو، اپنے
کمرے کو صاف رکھو تو تمھارا سارا گھر صاف ستھرا
رہے گا۔ تمھیں دیکھ کر تمھارے بہن بھائی بھی
اپنی چیزیں سلیقے سے رکھنے لگیں گے اور گھر
کی صفائی میں بڑی مدد ملے گی۔ گھر کا کوڑا کرکٹ
صحن میں نہیں ڈالنا چاہیے۔چھلکوں، ردّی
کاغذوں اور کوڑے کرکٹ کے لیے گھر میں ٹین کا
ڈبّہ رکھنا چاہیے۔

گھر کے بعد گلی محلّے کی صفائی بھی تمھارا
اور تمھارے محلّے والوں کا فرض ہے۔ ہر روز
صبح کمیٹی کا ملازم بازار کی صفائی کے لیے آتا ہے
لیکن اس کے جلد ہی بعد گلی محلّے میں پھر
گندگی نظر آنے لگتی ہے۔بعض لوگ اپنے گھر کا

کوڑا کرکٹ گلی میں پھینک دیتے ہیں۔ یہ بہت
بُری عادت ہے۔اِس سے راستہ گندہ ہو جاتا
ہے۔کوڑے کے ڈھیر پر مکھیاں بیٹھتی ہیں اور
اس سے بیماری پھیلتی ہے۔گلی محلّے کی صفائی
ایک آدمی کا کام نہیں بلکہ یہ تمام محلّے والوں
کا فرض ہے جس طرح میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا
گھر صاف ستھرا نظر آئے، اسی طرح میرا فرض
ہے کہ میں اپنے محلّے کو بھی صاف رکھوں۔اگر
سب لوگ اپنے گھروں میں ٹین رکھیں تو کوڑا
باہر پھینکنے کی ضرورت نہ رہے۔گلی اور بازار
کو صاف رکھنا، راہ چلتے لوگوں کا بھی فرض ہے۔بعض
لوگ چلتے چلتے بازار میں کھاتے ہیں اور چھلکے
راستے میں پھینک دیتے ہیں۔راہ چلتے کھانا
اچھی عادت نہیں اور چھلکے راستے میں پھینکنا
تو اور بھی بُری عادت ہے۔اگلے دن اس کی وجہ سے

ہمارے محلّے میں ایک شخص کی موت ہوگئی ۔ کسی نے بازار میں کیلے کا چھلکا پھینکا۔ ایک بُوڑھے آدمی کا پاؤں جو پھسلا تو وہ سڑک کے بیچ گرا۔ پیچھے سے ایک موٹر آ رہی تھی وہ بُوڑھے کے اُوپر سے گزر گئی اور وہ بیچارہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ دیکھو ایک معمُولی سی غلطی سے ایک قیمتی جان ضائع ہوگئی۔

بچّو! ہمیں اچھّے شہری بننے کے لیے چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ ہمیں کیلے کے چھلکے یا خربُوزے کے چھلکے یا اس قِسم کی اور چیزیں راستے میں نہیں پھینکنی چاہییں۔ اگر اس قسم کی چیز راستے میں پڑی ہوئی نظر آ جائے جس سے کسی کو تکلیف پہنچ سکتی ہو تو اسے راستے سے ہٹا دینا چاہیے۔ ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو

شخص راستہ سے دُکھ دینے والی چیز کو ہٹا دیتا ہے، اُسے کئی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

سوالات

1. اپنے گھر کی صفائی کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
2. ہمارے محلّے میں کیسے صفائی رہ سکتی ہے؟
3. بازار میں چھلکے پھینکنے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟
4. اچھّے شہری بننے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ہماری مسجدیں

بچو! تم صبح سویرے اُٹھتے ہو مسجد میں جاکر
نماز پڑھتے ہو، مسجد خُدا کا گھر ہے، جہاں مُسلمان اللہ
کی عبادت کرتے ہیں۔ عیسائیوں کی عبادت گاہ کو گرجا
کہتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں کی عبادت گاہ کو مندر
اور سکھوں کی عبادت گاہ کو گوردوارہ کہتے ہیں۔

مُسلمانوں کی ہر بستی میں، خواہ وہ ایک
چھوٹا سا گاؤں ہے، مسجد ضرور ہوتی ہے۔
شہروں اور قصبوں میں تو بڑی بڑی مسجدیں
ہوتی ہیں۔ لاہور شہر میں کئی شان دار مسجدیں
ہیں۔ ان میں بادشاہی مسجد دُنیا کی سب سے
بڑی مسجدوں میں سے ہے۔

مسجد میں جب لوگ نماز کے لیے جاتے ہیں

تو آپس میں بھی مِلتے ہیں۔ ایک محلّے کے لوگ
جب دن میں پانچ مرتبہ مِلتے ہیں تو اُن میں
محبّت پیدا ہوتی ہے۔ جمعہ کے دِن کئی
محلّوں کے لوگ بڑی مسجد میں جمع ہوتے
ہیں اور وہ بھی ایک دُوسرے سے مِلتے ہیں۔
عید کے دن سارے شہر اور اِرد گرد کے دیہات
کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور نماز
کے بعد آپس میں گلے مِلتے ہیں اس طرح آپس
میں محبّت اور پیار بڑھتا ہے اور مُسلمانوں کا بھائی
چارہ مضبُوط ہوتا ہے۔

نماز بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ جو آدمی
دن میں پانچ مرتبہ خُدا کے حضُور جُھکتا ہے،
وہ بھلا چوری، جھُوٹ اور دُوسرے بُرے کاموں
کی طرف کیوں جائے گا۔ نماز پڑھنے والے کا
جِسم بھی پاک صاف رہتا اور اِس کا دِل

بھی صاف رہتا ہے۔

دُنیا میں سب سے پہلی مسجد نبی کریم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے مدینہ میں بنائی تھی۔ یہ کچّی اینٹوں سے بنائی گئی تھی، جس پر کھجُور کے پتّوں کی چھت ڈالی گئی۔ جب یہ مسجد بن رہی تھی تو خُود حضورؐ نے بھی دُوسرے لوگوں کی طرح کام کیا تھا اور سر پر مٹّی کی ٹوکری اُٹھائی تھی۔ اس مسجد کا نام "مسجد نبویؐ" ہے آج یہ ایک پُختہ اور شان دار بن چکی ہے۔

مسجد نبوی میں لوگ قرآن مجید اور دین کی باتیں سیکھتے تھے۔ یہیں مُسلمان آپس میں صلاح مشورہ کرتے تھے۔ یہی ان کی عدالت تھی اور حضورؐ مسجد میں بیٹھ کر ہی لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔

مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ مسجد میں تھُوکنا یا اُسے گنّدہ کرنا گناہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ مسجد کو بُہت صاف رکھیں، پانی کا انتظام کریں، شام کے بعد یہاں روشنی ہونی چاہیے۔ مسجد میں بچّے قرآن مجید پڑھتے ہوں، دین کا علم حاصل کرتے ہوں اور قوم کی بھلائی کی راہیں سوچی جاتی ہوں۔

سوالات

1 آپ مسجد نبوی کے متعلّق کیا جانتے ہیں؟
2 مسجد میں جاکر نماز پڑھنے سے کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟
3 مُسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں کی عِبادت گاہوں کو کیا کہتے ہیں؟

منڈیاں

اکرم لائل پور میں رہتا ہے۔ مہینے کی پہلی تاریخ کو اِس کے ابّا منڈی میں جاتے ہیں اور مہینے بھر کے لیے ضرورت کی چیزیں خرید کر لے آتے ہیں۔ اب کے پہلی تاریخ آئی تو اکرم نے کہا "ابّا جان! آپ محلّے کے دُکان دار سے چیزیں کیوں نہیں خریدتے؟ ابّا نے کہا "میرے ساتھ منڈی چلو تو تمھیں معلوم ہو کہ وہاں چیزیں کِتنی سستی مِلتی ہیں۔ ہمارے محلّے کا دکان دار بھی تو وہیں سے چیزیں خرید کر لاتا ہے۔"

باپ بیٹا جب منڈی پہنچے تو اکرم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا احاطہ ہے، جس کے چاروں
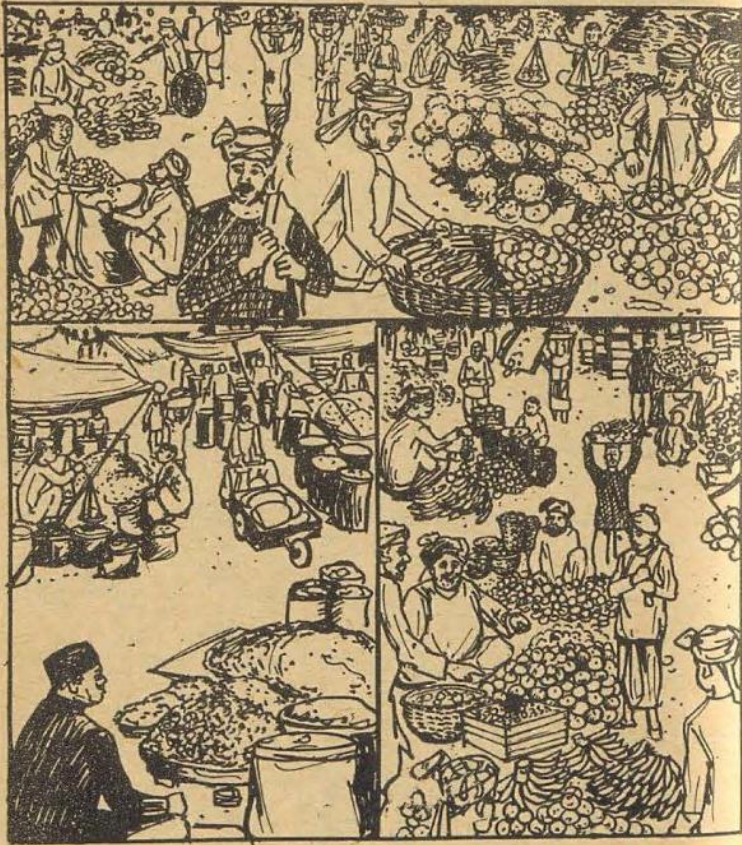
طرف دُکانیں ہی دُکانیں ہیں ۔ دُکانوں کے اندر
اور باہر بوریاں لگی ہُوئی ہیں اور سامنے اناج
کے ڈھیر ہیں ۔ اکرم کے ابّا نے دو بوری غلّہ خریدا
اکرم نے باپ کو بتایا کہ اُنھیں آلو اور پیاز بھی
خریدنا ہیں ۔ باپ نے کہا ”وہ سبزی منڈی میں
ملیں گے ۔ یہ غلّہ منڈی ہے یہاں صرف گنّدم،
چاول، چینی، دالیں اور نمک، مرچ مِلتے ہیں۔“

سبزی منڈی میں بھی اکرم نے لدے ہُوئے چھکڑے
دیکھے۔ کسی چھکڑے پر گوبھی کے پھُول لدے تھے۔
اور کسی پر شلجم، کسی پر آلُو اور کسی پر پیاز۔
وہاں اُنھیں محلّے کا سبزی فروش بھی مل گیا۔
اس نے بولی دے کر سبزی کے دو ڈھیر خریدے
تھے اور اب اُنھیں ریڑھے پر لاد کر محلّے کی دُکان
پر لے جا رہا تھا۔ اکرم کے ابّا نے دس سیر آلُو اور
پانچ سیر پیاز خریدے۔ منڈی میں پانچ سیر سے کم

چیز نہیں مِلتی ۔ یہاں پر چیزیں سستی ملتی
ہیں اور چھوٹے دُکان دار بھی یہیں سے سامان
خرید کر لے جاتے ہیں اور تھوڑا نفع لگا کر
گلی محلّے میں بیچ لیتے ہیں ۔

واپسی پر اکرم اور اس کے ابّا میوہ منڈی
بھی گئے۔ یہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک طرف
سنگترے، مالٹے اور کِنّو کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور
دُوسری طرف سیب، کیلے اور امرُود کے ڈھیر
ہیں۔ مالٹے اور سنگترے سیکڑہ کے حساب سے
فروخت ہو رہے تھے۔ امرُود اور سیب تُل کر
بِک رہے تھے اور کیلا گِنتی سے۔ باپ بیٹے نے گھر
کی ضرورت کے مُطابق پھل خریدا۔ دونوں خُوش
تھے کہ پھل تازہ بھی ملے اور بازار سے سستے
بھی۔

سامان خرید کر جب گھر واپس چلے تو اکرم

نے پوچھا "ابّا جان! کیا اور بھی منڈیاں ہیں؟"
باپ نے کہا "ہاں بیٹے! یہاں کپڑے کی بھی بہت
بڑی منڈی ہے، پچھلی عِید پر میں وہیں سے لٹھے کا
تھان خرید کر لایا تھا۔ وہاں ایک تھان سے کم کپڑا
نہیں مِلتا۔ دو چار گز چاہیے تو بازار سے خریدتے ہیں"

اسی طرح لکڑی کی بھی ایک منڈی ہے وہاں
عِمارتی لکڑی اور شہتیر وغیرہ فروخت ہوتے
ہیں۔ فرنیچر بنانے والے بھی ضرُورت کی لکڑی
وہیں سے خریدتے ہیں۔

مختلِف شہروں اور بعض دیہاتی مقامات پر
مویشیوں کی منڈیاں لگتی ہیں جہاں گائے بھینس،
بیل، گھوڑے، اُونٹ، خچّر اور دُوسرے جانور
فروخت ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ منڈی کسی
بڑے میلے کے ساتھ بھی لگتی ہے دُور دُور سے لوگ
اچّھی نسل کے جانور منڈی میں لاتے ہیں اور

اچّھے دام وصُول کرتے ہیں۔ بعض دفعہ بڑے
شہروں میں مویشیوں کی نمائِش بھی ہوتی ہے
جہاں دُور دُور کے گاؤں سے لوگ اچّھے مویشی
لاتے ہیں۔

سوالات

1 منڈی سے چیزیں خریدنے میں کیا فائدے ہیں؟
2 میوہ منڈی کا حال اپنے دوستوں کو سُناؤ۔
3 مویشیوں کی نمائِش کیوں لگائی جاتی ہے؟

آنکھ مچولی کھیلتے ہیں۔

شہروں کے لوگ باغ کی سیر کرتے ہیں۔
ان میں میلے لگتے ہیں نمائشیں ہوتی ہیں کھیل کود اور تفریح کے اور بھی سامان موجود ہوتے ہیں لوگ دریا کے کنارے سیر کے لیے جاتے ہیں۔ بعض کشتی بھی چلاتے ہیں۔ شکار کھیلنا، گھوڑے دوڑانا، تیراکی، نیزہ بازی، یہ کھیل بھی ہیں اور تفریح کے ذریعے بھی۔ تندرست رہنے کے لیے کھیل کود بہت ضروری ہے۔ بچوں کو دن بھر پڑھنے لکھنے کے بعد شام کو ضرور کھیلنا چاہیے۔

اکثر شہروں میں کمیٹی کے باغ ہیں، جنھیں کمپنی باغ یا پارک بھی کہتے ہیں۔ کھلے کھلے گھاس کے میدان، جن میں جگہ جگہ پھولوں کی کیاریاں ہوتی ہیں، بڑے خوبصورت نظر آتے ہیں۔

شہر کے لوگ صبح اور شام یہاں سیر کے لیے آتے ہیں۔ صبح کی سیر صحت کے لیے بہت مفید ہے اس سے تفریح بھی ہوتی ہے اور ورزش بھی۔ بعض پارکوں میں بچوں کے لیے کھیلنے کا سامان بھی ہوتا ہے۔ جھولے اور دوسرے کھیلوں سے بچے اپنا جی خوش کرتے ہیں۔ اچھے بچے ان چیزوں کو خراب نہیں کرتے۔ بچے اگر بہت سے ہوں تو ہر بچہ اپنی باری پر جھولا جھولتا ہے اور دوسرے بچوں کو بھی کھیلنے کا موقع دیتا ہے۔

پرانی اور تاریخی عمارتیں بھی سیرگاہ کا کام دیتی ہیں، جیسے لاہور کا شالامار باغ، جہانگیر کا مقبرہ، شاہی قلعہ اور بادشاہی مسجد لوگ ان کو دیکھنے کے لیے دور دور سے آتے ہیں۔ بچوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے شہر

کے باغات اور عِمارتوں کی حفاظت کریں اور اُنھیں کسی قسم کا نُقصان نہ پہنچائیں۔

سوالات

1 تفریح سے کیا مراد ہے؟
2 گاؤں کے لوگ کیسے تفریح کرتے ہیں؟
3 شہروں میں رہنے والے کہاں کہاں سیر و تفریح کرتے ہیں؟

ڈاک خانہ اور تار گھر

احمد کا بھائی محمود پشاور میں ہے۔ وُہ چھٹیوں میں گھر آیا تو دونوں بھائیوں کے دن بڑے مزے سے گُزرے۔ جب محمود واپس چلا گیا تو احمد کا جی اُداس ہونے لگا۔ ایک دِن وُہ اپنے ابّا سے کہنے لگا "ابّا جان! جب محمود بھائی یہاں تھے تو خوب مزے کی باتیں ہوتی تھیں لیکن اب وہ ہم سے دُور چلے گئے ہیں۔ باپ نے کہا "بیٹے! تُم اب بھی محمود سے باتیں کر سکتے ہو" احمد نے حیران ہو کر پُوچھا "وہ کیسے؟" باپ نے کہا "تُم ڈاک خانے جاکر ایک لفافہ لے آؤ اور چٹھی لکھ کر ڈاک میں ڈال دو۔ تُمھاری چٹھی محمود کو مِل

جائے گی اور محمود بھی تمھیں چٹھی لکھ کر
اِس کا جواب دے گا۔ اس طرح تُم دُور بیٹھے
بیٹھے ایک دُوسرے سے جی بھر کر باتیں کر
لو گے۔"

احمد نے کہا "ابّا جان! محمُود بھائی
ہمارے لیے بازار سے تحفے بھی تو خرید کر لایا
کرتے تھے، وہ تو اب نہیں آ سکتے۔" ابھی یہ باتیں
ہو ہی رہی تھیں کہ ڈاکیا آ گیا۔ اس نے احمد
کے ابّا کو سو رُوپے کا ایک منی آرڈر دیا۔ یہ روپیہ
محمُود نے پشاور سے بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ہی
ڈاکیے نے ایک پارسل بھی دیا۔ احمد کے ابّا جان
نے پارسل کھولا تو اس میں سے ایک
خُوبصُورت ٹوپی نکلی۔ ابّا کہنے لگے۔ "لو بھئی!
تمھارے لیے تحفہ بھی آ گیا۔" احمد بہت خُوش
ہُوا اور کہنے لگا۔ "ابّا جان! یہ ڈاک خانے والے

تو بڑے کام کرتے ہیں۔"

ابّا جان نے اُسے بتایا ہے کہ ڈاک کے ذریعے
خط کے علاوہ روپیہ بھی ایک جگہ سے دُوسری
جگہ بھیجا جاتا ہے۔ بہُت سی چیزیں پارسل کے
ذریعے بھیجی جاتی ہیں۔ اگر کوئی بہُت ضرُوری
خط ہو تو اُسے رجسٹری کر کے بھیجتے ہیں۔ ایسے
خط کے لیے ڈاک خانے سے رسید لی جاتی ہے اور
اِس کے گُم ہونے کا ڈر نہیں ہوتا۔

احمد نے کہا "ابّا جان! ایک دِن ہم تار
دینے کے لیے بھی ڈاک خانے گئے تھے"۔ ابّا بولے!
"ہاں بیٹے! بڑے ڈاک خانوں میں تار اور ٹیلیفون
کا اِنتظام بھی ہوتا ہے۔ ٹیلیفون پر ہم اپنے شہر
میں یا دُوسرے شہر میں جِس سے چاہیں بات
کر سکتے ہیں۔ تار کے ذریعے پیغام بھیج سکتے ہیں،
جو دو تین گھنٹے میں پہنچ جاتا ہے۔

"ڈاک اور تار کا اِنتظام مُلک کے کونے کونے میں پھیلا ہُوا ہے۔ اب تو چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی ڈاک کے ذریعے خط پہنچ جاتا ہے۔"

سوالات

1. اپنے ہاں کے ڈاک خانے میں جاکر دیکھو کہ وہاں کیا کیا کام ہوتا ہے؟
2. منی آرڈر اور رجسٹری سے کیا مُراد ہے؟
3. ٹیلیفون اور تار میں کیا فرق ہے؟

ریلوے سٹیشن

بچّوں کو ریل گاڑی میں سوار ہونے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ اکبر بڑے عرصے سے چُھٹّیوں کا اِنتظار کر رہا تھا۔ اُس کے ابّا نے وعدہ کیا تھا کہ چُھٹّیوں میں اُسے کراچی کی سیر کے لیے لے جائیں گے۔ آخر اِن کے سفر کا دن آ ہی گیا۔ اکبر اور اس کے والد اپنا سامان لے کر ریلوے سٹیشن پہنچ گئے۔

سٹیشن پر بڑی چہل پہل تھی۔ لوگ کھڑکی کے سامنے قطار میں کھڑے ہوکر ٹکٹیں خرید رہے تھے۔ کچھ لوگ اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔ بہت سے لوگ مسافر خانے میں بیٹھے اپنی گاڑی کا اِنتظار کر رہے تھے۔ اُنھیں کسی اور گاڑی پر سوار ہونا

تھا۔ روٹی، چائے، شربت بیچنے والوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔
اکبر کے ابّا نے ڈیڑھ ٹکٹ خریدا۔ قُلی نے
سامان اُٹھایا اور وہ پلیٹ فارم پر پہنچ گئے۔ بہُت
سے مُسافر اپنا اپنا سامان رکھے، گاڑی کا انتظار کر
رہے تھے۔ اکبر نے پُوچھا۔ "ابّا جان! گاڑی کب
آئے گی؟" ابّا نے کہا "بس آنے ہی والی ہے سِگنل
ہوچکا ہے۔" اکبر نے پُوچھا "سِگنل کیا چیز ہے؟"
اُس کے ابّا نے کہا۔ "وہ دیکھو، دُور ایک لوہے
کا اُونچا سا کھمبا نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ
ایک بازو سا لگا ہُوا ہے، جو اس وقت جُھکا
ہُوا نظر آتا ہے۔ اسے سِگنل کہتے ہیں۔ جب
سِگنل جُھکا ہوتا ہے تو گاڑی چلانے والا سمجھ
جاتا ہے کہ لائن صاف ہے اور وہ گاڑی
پلیٹ فارم پر لے آتا ہے۔ اگر سِگنل جُھکا ہوا
نہ ہو تو وہ سٹیشن سے باہر ہی گاڑی روک
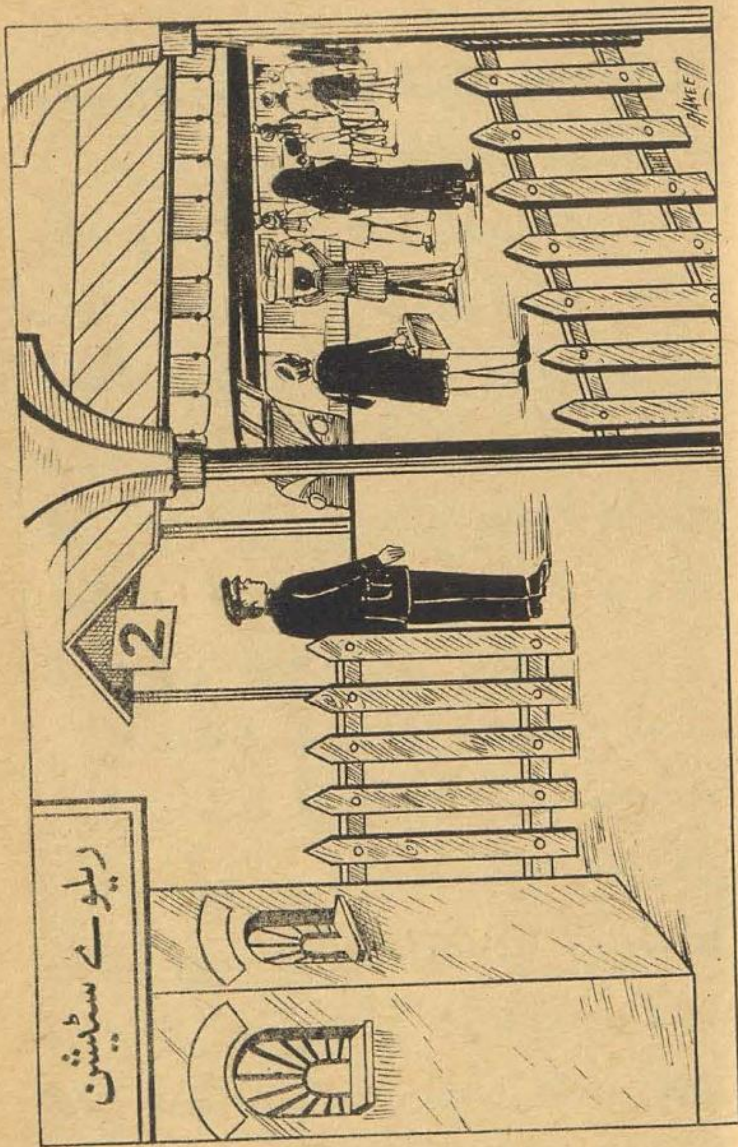
دیتا ہے اور سِگنل کے جُھکنے کا اِنتظار کرتا ہے۔"
اسی طرح جب گاڑی سٹیشن سے روانہ
ہوگی، تو دُوسری طرف کا سِگنل جُھکنے سے
ہی روانہ ہوگی۔ سِگنل کو دیکھ کر گارڈ سیٹی
بجائے گا۔ سیٹی کی آواز سُن کر مُسافر گاڑی میں
سوار ہو جائیں گے۔ گارڈ سبز جھنڈی ہلا کر
انجن چلانے والے کو، روانہ ہونے کا اِشارہ
دے گا اور گاڑی چل پڑے گی۔ گاڑی کو روکنے
کے لیے گارڈ سُرخ جھنڈی ہلاتا ہے۔

پلیٹ فارم کے دُوسری طرف سُرخ رنگ کے
بند ڈبے کھڑے تھے۔ اکبر نے ابّا سے پُوچھا کہ
یہ ڈبے کیسے ہیں؟ ابّا نے بتایا "یہ مال گاڑی
کے ڈبّے ہیں۔ ان میں بڑی بڑی پیٹیاں، صنُدوق
اور بوریاں لاد کر ایک شہر سے دُوسرے شہر
بھیجی جاتی ہیں۔ بھاری سامان مُسافر گاڑی

میں نہیں جا سکتا اِس کو مال گاڑی میں
بھیجنا آسان ہوتا ہے۔"

سوالات

1 سٹیشن پر ٹکٹ کیسے خریدتے ہیں؟
2 سِگنل کِس طرح کام کرتا ہے؟
3 سٹیشن کا آنکھوں دیکھا حال اپنے ساتھیوں کو سُناؤ۔

ہشپتال

حامد اور اس کے والد صاحب ایک روز بازار سے گزُر رہے تھے۔ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تانگے اور موٹر کی ٹکّر ہو گئی ہے۔ تانگے میں ایک عورت بیٹھی تھی، اس کے سر میں سخت چوٹ آئی ہے اور وہ بے ہوش ہو گئی ہے۔ حامد کے والد نے اُسی وقت ایک دُکان سے ہشپتال میں ٹیلیفون سے اِطلاع دی۔ چنّد ہی مِنٹوں میں ایک بڑی سی موٹر آگئی، جس پر چرخی کا سُرخ نشان بنا ہُوا تھا۔ اس میں سے دو آدمی باہر نکلے۔ اُنھوں نے زخمی کو اُٹھا کر بڑے آرام سے موٹر میں لِٹا دیا۔ حامد اور اس کے والد بھی ساتھ بیٹھ گئے۔
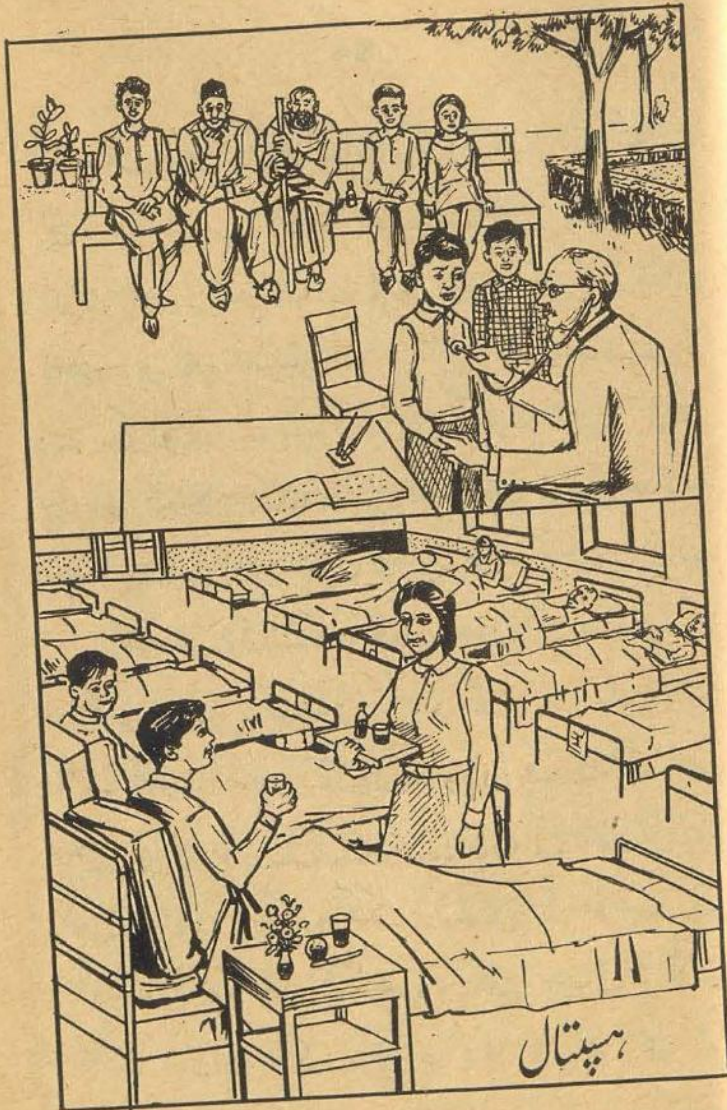
ہسپتال میں پہنچے تو ڈاکٹر صاحب تیّار کھڑے
تھے۔ اُنھوں نے زخمی کو ایک بڑی میز پر
لِٹایا اور زخم صاف کرکے اس میں ٹانکے لگائے۔
کچھ دیر بعد مریض کو ہوش آ گیا۔ حامد کو
اس کے والد نے بتایا کہ اس کمرے میں ایسے
بیماروں کا عِلاج کیا جاتا ہے، جِنھیں کوئی حادثہ
پیش آجائے اور انھیں فوری عِلاج کی ضرورت ہو۔
حامد نے کہا کہ ابّا جان ہمیں آج ہسپتال کے
اور کمرے بھی دکھائیں۔ اُس کے والد اُسے ایک
بڑے کمرے میں لے گئے۔ وہاں ایک ڈاکٹر صاحب
بیٹھے تھے۔ اور ان کے سامنے مریضوں کی قطار لگی ہُوئی
تھی۔ بیمار ایک ایک کرکے ڈاکٹر صاحب کے
پاس آتے، وہ ان کی نبض دیکھتے، چھاتی پر ٹُونٹی
لگاتے اور پھر ایک پرچی پر دوا کا نام لکھ کر
مریض کو دے دیتے۔ ساتھ ہی ایک اور کمرہ

تھا، جس میں بڑی بڑی بوتلیں میز پر رکھی
تھیں اور کچھ بوتلیں الماریوں میں لگی ہُوئی
تھیں۔ یہاں کمپونڈر ہر بیمار کو اس کی پرچی
پر لِکھی ہوئی دوا بناکر دے رہا تھا۔

حامد نے ایک اور ہال کمرہ بھی دیکھا،
جس میں دیواروں کے ساتھ ساتھ لوہے کے
پلنگ لگے ہُوئے تھے اور ان پر بیمار لیٹے ہُوئے
تھے۔ ہر بیمار کے سرہانے ایک گتّا لٹک رہا
تھا، جس پر اُس کا نام اور اس کی بیماری کا
حال درج تھا۔ اس کمرے میں دو تین نرسیں
بیماروں کو دوائی دے رہی تھیں۔

حامد کے والد نے اُسے بتایا کہ یہ ان
بیماروں کا کمرہ ہے، جِنھیں ہسپتال کے اندر رکھ کر
اُن کا عِلاج کیا جاتا ہے۔ اُنھیں حکومت کی طرف
سے دوا اور خوراک مُفت دی جاتی ہے

ایسے ہسپتال بڑے شہروں کے علاوہ اب ہر ضِلع اور تحصِیل میں بھی بنائے جا رہے ہیں۔ حکُومت یہ بھی چاہتی ہے کہ بیماروں کے علاج کے لیے دیہاتی علاقوں میں بھی انتظام کیا جائے۔

سوالات

1 اگر سڑک پر کوئی حادثہ ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟
2 ہسپتال سے لوگ کِس طرح دوا لیتے ہیں؟
3 نرسیں اور کمپونڈر کیا کام کرتے ہیں؟

ہمارا وطن

بچّو! ہمارے پیارے مُلک کا نام پاکستان ہے۔ اِس کے دو بڑے حِصّے ہیں۔ ایک مغربی پاکستان اور دُوسرا مشرقی پاکستان۔ یہ ایک دُوسرے سے ایک ہزار میل دُور ہیں۔

پاکستان کے دونوں حِصّوں میں پہاڑ بھی ہیں اور میدان بھی۔ بڑے بڑے دریا بھی ہیں اور ندی نالے بھی۔ ہمارے مُلک میں ہر طرح کا موسم پایا جاتا ہے اور قِسم قِسم کی پیداوار ہوتی ہے۔

ہماری دو قومی زبانیں ہیں۔ ایک اُردو اور دُوسری بنگلہ۔

سب پاکستانی ایک جھنڈے کو سلام کرتے

ہیں۔ وہ اپنے وطن اور وطن میں رہنے والوں سے محبّت کرتے ہیں۔ پاکستان میں زیادہ آبادی مُسلمانوں کی ہے لیکن یہاں عیسائی، ہندو، سِکھّ، پارسی اور بُدھ مت کے لوگ بھی رہتے ہیں۔

آؤ تمھیں ان دونوں حِصّوں کا حال بتائیں۔

مغربی پاکستان۔ مغربی پاکستان میں سرحد، پنجاب، سندھ اور بلوچستان چار صوبے ہیں ان میں گرمی بھی زیادہ پڑتی ہے اور سردی بھی زیادہ پڑتی ہے، بارش کم ہوتی ہے۔ دریاؤں اور نہروں سے کھیتوں کو پانی دیتے ہیں۔ کہیں اُونچے اُونچے پہاڑ ہیں۔ کہیں بڑے بڑے میدان ہیں اور کہیں ریگستان ہیں، جہاں ریت ہی ریت نظر آتی ہے۔

پٹھان بچّے۔ شمال مغربی سرحدی صوبے میں رہتے ہیں۔ یہ بچے بڑے سُرخ وسفید

اور تندرُست ہوتے ہیں۔ یہ لمبی قمیص رنگین واسکٹ، شلوار، پگڑی اور چپّل پہنتے ہیں۔ لڑکیاں لمبی قمیص، شلوار اور دوپٹہ پہنتی ہیں۔ ان کے بال لمبے ہوتے ہیں۔ وہ اُنھیں طرح طرح سے گُوندھتی ہیں۔ رنگین لباس اور چاندی کا زیور بہُت پسند کرتی ہیں۔

ان کی زُبان پشتو ہے۔ سکُول میں اُردُو اور پشتو دونوں پڑھتے ہیں۔ اِن بچّوں کی عام خوراک گوشت روٹی ہے۔ پھل بھی شوق سے کھاتے ہیں۔ بچپن ہی سے بندوق اور تلوار چلانا سیکھ لیتے ہیں۔ ان کا خٹک ناچ بڑا دلچسپ ہوتا ہے۔ اس میں بچّے ایک دائرے میں ڈھول کی تال پر ناچتے ہیں۔ ڈھول کی تال آہستہ آہستہ تیز ہوتی جاتی ہے اور

بچوں کا ناچ بھی تیز ہوتا جاتا ہے۔

پنجابی بچے مغربی پاکستان میں ایک بہت بڑا میدان ہے۔ اس میں پانچ دریا بہتے ہیں۔ اِس لیے اِس میدان کو پنج آب کہتے ہیں۔ یعنی پانچ دریاؤں کا صُوبہ۔ یہاں کی زُبان پنجابی ہے۔ بچّے گھر میں پنجابی بولتے ہیں لیکن سکُول میں اُردو پڑھتے ہیں ۔

ان کا رنگ گندمی، قد لمبا اور شکل و صُورت میں تندرُست نظر آتے ہیں۔ یہ کُرتا یا قمیص شلوار یا تہمد پہنتے ہیں۔ بعض لوگ اچکن بھی پہنتے ہیں۔ اچکن اور جناح ٹوپی ہمارا قومی لباس ہے ۔ بعض لوگ ٹوپی کی بجائے طرّہ دار پگڑی بھی پہنتے ہیں ۔

لڑکیاں شلوار، قمیص اور دوپٹہ پہنتی ہیں۔

پنجابی لڑکا

پٹھان لڑکی

بلوچی بچّہ

سندھی بچّہ
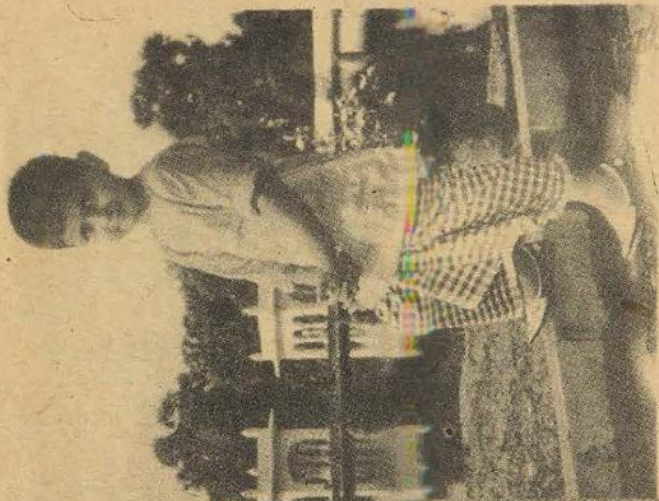
اُنھیں رنگین کپڑے بہُت پسند ہیں۔

دُودھ، لسّی، مکھّن بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ان چیزوں کے کھانے سے جِسْم میں طاقت آتی ہے اور تندرُستی قائِم رہتی ہے۔گوشت، روٹی دال اور ترکاری عام خوراک ہے۔

کبڈّی اور کُشتی عام کھیل ہیں۔لڑکوں کا بھنگڑا اور لڑکیوں کا لُڈّی ناچ بڑا دلچسپ ہوتا ہے۔

سِنّدھی بچّے | مغربی پاکستان کے جنوبی حِصّے کو صُوبہ سندھ کہتے ہیں۔یہاں کے بچّوں کی زُبان سنّدھی ہے۔یہ شلوار، ڈھیلا ڈھالا کرُتا یا قمیص پہنتے ہیں۔سر پر ٹوپی یا پگڑی ہوتی ہے۔کہیں شلوار کی جگہ دھوتی یا تہمد بھی باندھتے ہیں۔یہاں کے بچّے رنگین کپڑے شوق سے پہنتے ہیں۔

یہاں کی لڑکیاں بھی ڈھیلے ڈھالے رنگین اور کڑھے ہوئے کپڑے پہنتی ہیں۔ اِن کے لباس میں دوپٹہ قمیص اور شلوار شامل ہیں۔

سندھ کے بچے چاول اور مچھلی شوق سے کھاتے ہیں۔ گوشت، روٹی، ترکاری اور دُودھ ان کی عام غِذا ہے۔ اس علاقے میں کیلا اور آم بھی بہت ہوتے ہیں۔ یہ ان کو بھی بہت شوق سے کھاتے ہیں۔

بلوچی اور مِکرانی بچّے مغربی پاکستان کے جنوب میں بلوچستان کا صوبہ ہے۔ اس کا زیادہ علاقہ پتھریلا یا بنجر ہے یہاں کے لوگ زیادہ تر اونٹ اور بھیڑ بکریاں چراتے ہیں۔

اس صوبے میں مِکران کا علاقہ سمُندر کے کِنارے ہے۔ یہاں مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں اور

بہت عمدہ قِسم کی کھجُور پیدا ہوتی ہے۔

یہاں کے لڑکے بھاری شلوار، کُرتا اور پگڑی پہنتے ہیں۔ لڑکیاں کھُلا لمبا کرتا اور شلوار پہنتی ہیں۔ ان کی واسکٹ بہت خوبصُورت ہوتی ہے۔ اِس میں چھوٹے چھوٹے شیشے جَڑے ہوتے ہیں۔

گوشت، روٹی، کھجُور اور دُودھ عام خوراک ہے۔ یہاں کے بچّوں کو پہلوانی کا شوق ہے۔ بلوچی ناچ اور گانے بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔

کشمیری بچّے۔ مغربی پاکستان کے شمال میں کشمیر کی مُسلمان ریاست ہے۔ یہ علاقہ بہُت خُوبصُورت ہے دُور دُور تک پہاڑ پھیلے ہُوئے ہیں۔ بعض پہاڑ بہُت اُونچے ہیں۔ ان پہاڑوں میں کہیں کہیں جِھیلیں بھی ہیں۔ ان جِھیلوں میں سے بہُت سے دریا نکلتے ہیں۔ کشمیر کی وادی بہت خُوبصُورت مانی جاتی ہے۔ یہاں سردی

کے موسم میں سخت سردی ہوتی ہے۔ پہاڑوں
پر برف جم جاتی ہے۔ گرمی کا موسم بہت
خُوشگوار ہوتا ہے۔ گرمی سے بچنے کے لیے بہت
سے لوگ میدانوں سے یہاں آجاتے ہیں۔

یہاں کے بچّوں کے رنگ گورے ہُوتے ہیں۔
لڑکے گرم ٹوپی، قمیص اور شلوار پہنتے ہیں۔
لڑکیوں کا لباس دوپٹہ، کڑھا ہُوا لمبا
کُرتا اور شلوار ہے۔ لڑکیاں بچپن ہی سے گرم کپڑے
پر کشیدہ کرنا سیکھ لیتی ہیں۔ گیہوں، مکّی، چاول،
گوشت، دُودھ اور پنیر عام خوراک ہے۔ پھل بہُت
ہوتا ہے۔ اُنھیں بچّے شوق سے کھاتے ہیں۔

سردی کی وجہ سے چائے کا رواج عام
ہے۔ سردی سے بچنے کے لیے ایک خاص شکل
کی بنی ہوئی انگیٹھی میں آگ رکھ کر اپنے
گلے میں لٹکا لیتے ہیں۔ اس انگیٹھی کو کانگڑی

کہتے ہیں۔

سوالات

1 تُم مغربی پاکستان کے کون سے حصّے میں رہتے ہو؟
2 اپنی خوراک، لباس اور رہنے سہنے کے متعلق بتاؤ؟
3 پاکستانی بچّے اپنے آپ کو سردی میں کس طرح گرم رکھتے ہیں؟
4 تُم کون سے کھیل پسند کرتے ہو؟

مشرقی پاکستان

مشرقی پاکستان میں بارش خُوب ہوتی ہے۔ بہُت سے دریا اور جِھیلیں ہیں۔ برسات کے موسم میں ان کا پانی دُور دُور تک پھیل جاتا ہے اور لوگ کشتیوں کے ذریعے آتے جاتے ہیں۔

یہاں کا موسم زیادہ تر گرم اور مرطُوب رہتا ہے۔ سردی بہُت کم پڑتی ہے۔ اس کا پہاڑی عِلاقہ بہُت خُوبصُورت ہے۔ زیادہ بارش کی وجہ سے درخت ہمیشہ سرسبز رہتے ہیں۔ یہاں بنگلہ زبان بولی جاتی ہے۔

بنگالی بچّے۔ بنگالی بچّے دُبلے، پتلے اور
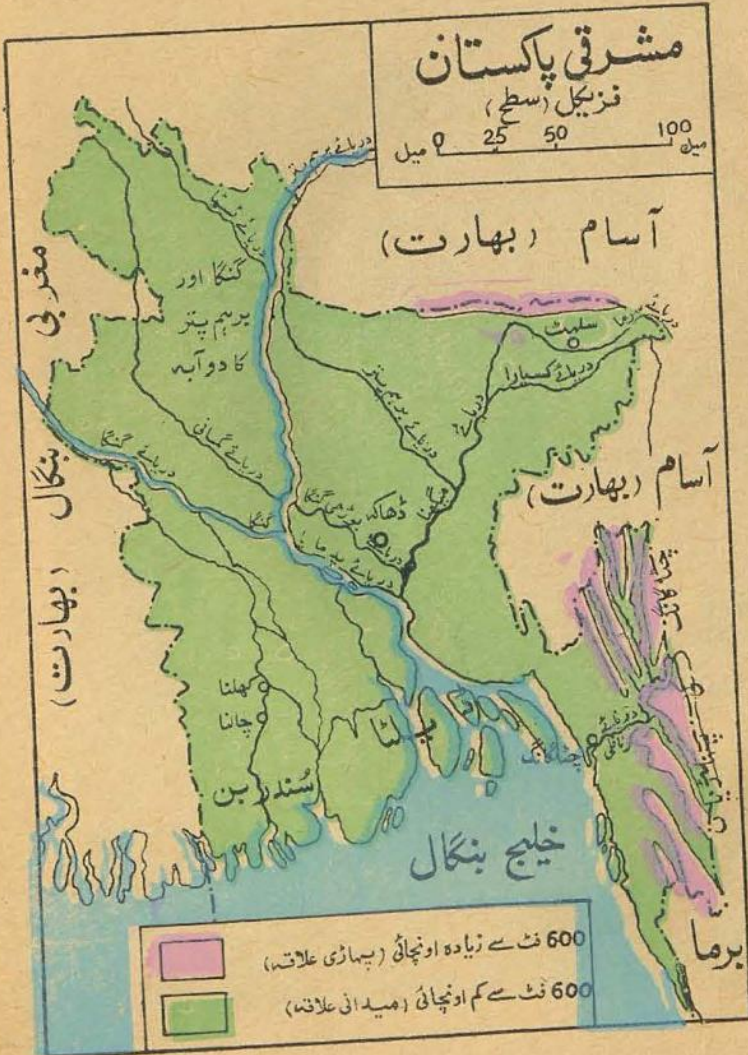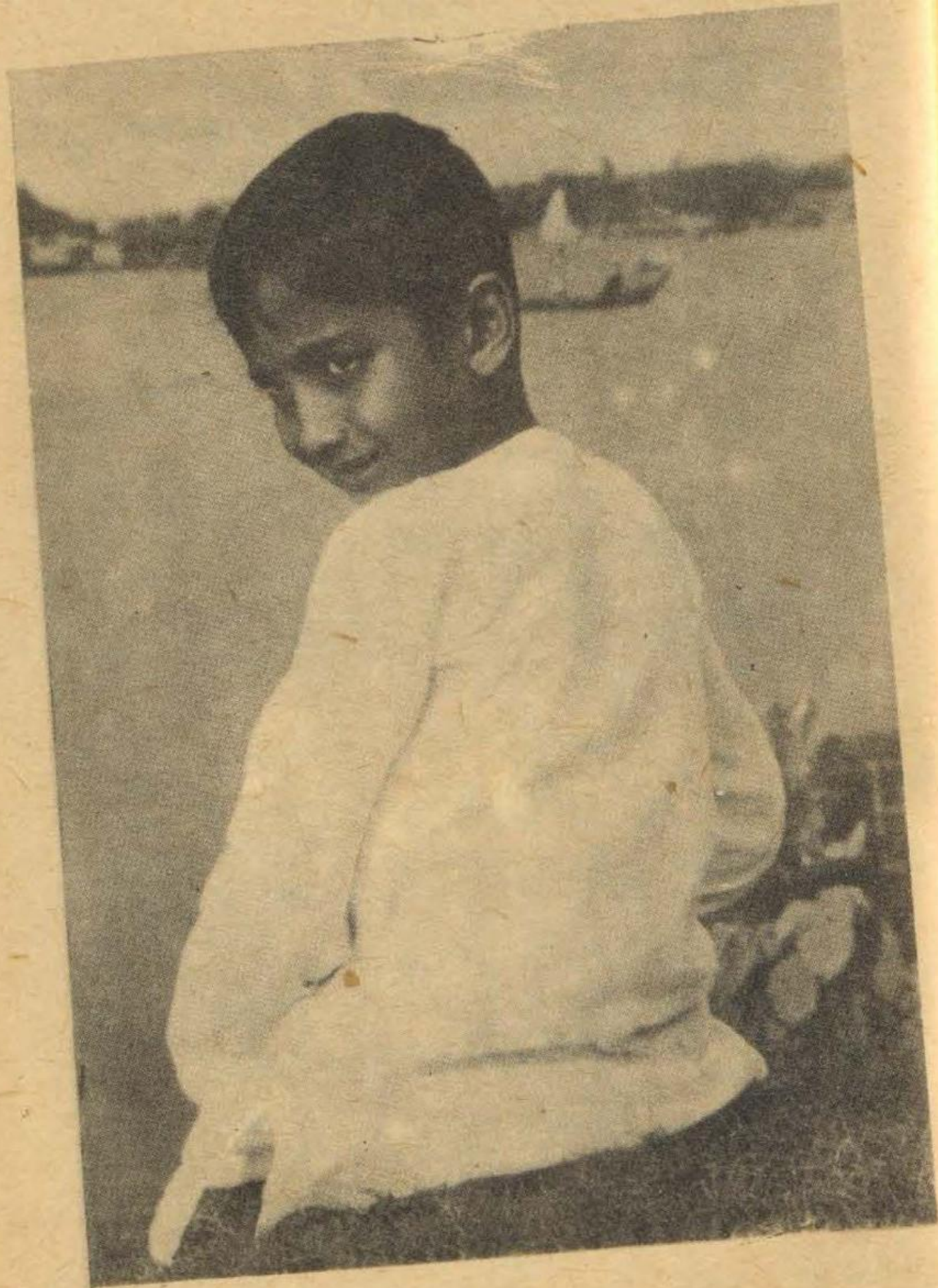
بنگالی بچّہ

سانولے ہوتے ہیں۔ یہ بہت ذہین ہوتے ہیں
اور ان کی شکلوں میں خاص کشش ہوتی ہے۔
بہت سے ندّی نالے اور تالاب ہونے کی وجہ
سے بچّے بچپن ہی سے تیرنا اور کشتی چلانا سِیکھ
جاتے ہیں۔ بنگالی بچّوں کو ناچ گانے کا بڑا شوق
ہے۔ یہاں پر بانس اور ناریل کے کھلونے بنائے
جاتے ہیں۔ بچّے فٹ بال بڑے شوق سے کھیلتے
ہیں۔

لڑکوں کا لباس ٹوپی کھلی آستین کا کُرتا یا
بنیان اور تہمد ہے۔ شہری بچّے پاجامہ پہنتے
ہیں۔ لڑکیاں عام طور پر ساڑھی باندھتی ہیں
آج کل شلوار، قمیص بھی پہننے لگی ہیں۔ اِن
کے بال خُوب سیاہ اور چمکیلے ہوتے ہیں۔ بالوں
میں پُھول بڑے شوق سے لگاتی ہیں۔
خوراک۔ تیل میں پکی ہوئی مچھلی اور چاول

اور پھلوں میں کیلا، ناریل اور انّناس شوق
سے کھاتے ہیں۔ یہ چیزیں یہاں بہت ہوتی
ہیں۔

چکما بچّے۔ مشرقی پاکستان کے جنوب مشرق
میں چاٹگام کا پہاڑی علاقہ ہے۔ یہ حِصّہ
بہت خُوبصُورت ہے۔ یہاں کے پہاڑ درختوں سے
ڈھکے ہُوئے ہیں۔
یہاں چکما لوگ رہتے ہیں۔ یہ بدھ مذہب کے
ماننے والے ہیں ان کی جھونپڑیاں عام طور پر
بانس کی ہوتی ہیں۔ لڑکے کُرتا اور تہمد پہنتے
ہیں۔ لڑکیاں ساڑھی کے ساتھ زیور پہننے کی
شوقین ہیں۔

سوالات

1 ۔ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں کیا فرق ہے ؟

(1) خوراک کے لحاظ سے ۔

(2) آب و ہوا کے لحاظ سے ۔

(3) کھیلوں کے لحاظ سے ۔

(4) لباس کے لحاظ سے ۔

تیار کردہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور و
منظور شدہ محکمہ تعلیم پنجاب، لاہور
بطور سوشل ٹیکسٹ بک برائے مدارس پنجاب،
بموجب سرکلر نمبر C. D / EDU / I-54 / 65
مؤرخہ یکم مارچ 1967ء

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد — کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان — ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام — قوتِ اخوتِ عوام
قوم، ملک، سلطنت — پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مراد

پرچمِ ستارہ و ہلال — رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال — جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال

کتاب کوڈ نمبر G. — سیریل نمبر

تاریخ اشاعت	طباعت	ایڈیشن نمبر	تعداد	قیمت
اپریل 1973	197	دو	20,000	Rs. 1.00